بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلسلہ دعوت نمبر 1

لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ

اس کو غیر اللہ سے پاک ذہنوں کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۴۴﴾

اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں۔ پس یقیناً وہی اللہ کا انکار کرنے والے ہیں۔ 5/44

فلاحِ معاشرہ اللہ کی محکومیت میں ہے

از قلم محمد یونس شہید

رابطہ کے لئے 0334 40 49 480

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ

گزارش!

دین کی تبلیغ واشاعت کی کوئی قیمت نہیں جس طرح بھولے بھٹکے مسافر کوراستہ بتانے کے لئے کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا اسی طرح دین کا راستہ بتانے کے لئے بھی کوئی معاوضہ نہیں ہے۔دین کا کام اُمتِ مسلمہ کا مشترکہ کام ہے اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کوئی بھی اکیلا آدمی یہ کام نہیں کرسکتا۔ اگر ریاست یہ ذمہ داری ادا نہیں کرتی تو آپس میں تعاون کر کے یہ کام آگے بڑھایا جائے۔کتاب کی قیمت اشاعت وتبلیغ کا معاوضہ نہ سمجھا جائے بلکہ کام کو آگے بڑھانے کے لئے آپ کا یہ مالی تعاون ہے۔اگر آپ اس کتاب کو من وعن مفت تقسیم کر سکتے ہیں تو آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہم اپنی استطاعت کے مطابق دین کی اشاعت کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔جو صاحبان اس فریضہ میں ہمارے ساتھ شریک ہونا چاہتے ہیں اوراس کام کو مزید بڑھانے کے خواہش مند ہیں وہ جلد از جلد ہمارے ساتھ رابطہ کریں۔

جن لوگوں نے اس دین کے فریضہ کو بھی کاروبار بنالیا ہے۔وہ اپنے کاروباری فائدے کے لئے دینِ حق کو نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور اُمتِ مسلمہ میں فرقہ وارانہ فسادات کروا کر قیمتی جانوں سے کھیلنا بھی فرض خیال کرتے ہیں۔لہٰذا یہ کتاب فرقہ واریت کو ختم کر کے آپ کو ایک نقطہ یعنی کتابِ واحدہ پر جمع کر کے اُمتِ واحدہ یعنی صرف مسلم بننے کے لئے ایک زبردست پکار ہے۔غیراللہ کی محکومیت ذلت ومحرومی ہے

تکریمِ انسان کا نعرہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے

بنی نوع انسان کے لئے غیر اللہ کی غلامی سے آزادی اتحاد کا پیغام ہے۔

اورغیر اللہ کی غلامی انسان کے لئے زہرِ قاتل ہے۔

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ

جو ہماری آیات کو مانتے ہیں اور وہ مسلمین(فرمانبردار) ہیں۔43/69

ابتدائیہ

یہ احساس کہ انبیاء کرام کیسے تبلیغ کرتے ہوں گے دل ہلا کر رکھ دیتا ہے کہ جب اس قرآن کی موجودگی میں قرآن ماننے والے داعیِ قرآن کے ساتھ جو سلوک کرتے ہیں وہ قابلِ بیان نہیں ہے۔ اب اس صورتِ حال پر غور کریں جب قرآن کا نزول ہو رہا ہو اور لوگ اس تعلیم سے بالکل بے خبر ہوں۔ اچانک ایک انسان آئے اور کہہ دے کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو سب غلط ہے اور جو اللہ کی طرف سے میری طرف نازل ہو رہا ہے وہی حق ہے۔ اُس وقت مخالفینِ قرآن کا جو ردِ عمل ہوتا ہو گا اس کا اندازہ صرف وہی انسان لگا سکتا ہے جو اس دور میں لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت دیتا ہے۔ پھر قرآن کا ادب واحترام کرنے والے لوگ جن کے گھروں میں قرآن موجود ہے۔ قرآن کی دعوت دینے والے کے ساتھ جو غیر مہذبانہ سلوک کرتے ہیں اور اُسے ذلیل ورسوا کرنے کیلئے کوئی حربہ بھی فروگزاشت نہیں کرتے۔ یہ سوچ کر انسان ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا ہے کہ جب قرآن ماننے والے قرآن پیش کرنے والے سے انتہائی غیر انسانی رویہ اختیار کرتے ہیں تو جب لوگوں کے گھروں میں قرآن موجود نہ ہو پھر وہ قرآن کو ماننے والے بھی نہ ہوں۔ ایسے کافروں کے بارے تو مت پوچھیئے کہ وہ کتنی زبردست مخالفت کرتے ہوں گے۔

جب کہ حال یہ ہے کہ قرآن ماننے والے قرآن کی بات سن کر ایسی ذلیل حرکتوں پر اُتر آتے ہیں جو بیان کرنے کے قابل نہیں تو قرآن نہ ماننے والے ایک رسول سے کیا سلوک کرتے ہوں گے ؟ یہ سوچ کر ایک سلیم القلب انسان کے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہمارے لئے تو کام آسان ہے اور یہ مقامِ شکر ہے کہ قرآن ہمیں اپنے گھر سے ملا اور یہ لوگوں کے گھروں میں بھی موجود ہے۔ وہ پہلے ہی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ لہٰذا قرآن کی دعوت دینے میں ہمیں اتنی مشکلات نہیں جتنی نبی سلام علیہ کو پیش آئیں تھیں۔ ہمیں تو صرف تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے راستہ خود بخود صاف ہوتا چلا جائے گا۔

لمحہ فکر یہ ہے کہ ہم تو تھوڑی سی محنت کرنے سے بھی کتراتے اور قرآن کا علم حاصل کرنے سے گھبراتے ہیں۔ لہٰذا دعوتِ فکر ہے کہ غور وفکر کرو۔ قرآن سے نظریں نہ چراؤ ورنہ اللہ تمہیں قرآن سے الگ کر دے گا اور اس کام کیلئے دوسرے لوگ لے آئے گا۔ قرآن فلاحِ معاشرہ کے لئے نسخہء کیمیا ہے اسے چھوڑ کر اور اس سے نظریں چرا کر انسان ذلیل ورسوا ہو رہا ہے۔ انسان کا انتخاب اللہ نے بلندیوں کیلئے کیا ہے یہ آیات الرحمٰن کو چھوڑ کر اپنے لئے پستیوں اور ظلمات کا انتخاب کر بیٹھا ہے 7/176۔ معاشرے کی فلاح کے لئے قرآن انسان کو ایک نظام کے حوالے سے غور وفکر کرنے اور اس کو عملی طور پر نافذ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ جس سے اخوتِ ایمانی، تکریمِ انسان، اخوتِ انسانی، آزادی، عدل وانصاف جیسی اقدار کا جذبہ انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کی اصل سوچ جو ہمارے فرقہ وارانہ لٹریچر میں دب گئی ہے۔ قرآن کی تعلیم سے نئے جوش اور ولولے سے سامنے آئے گی اور یہ ثابت کر دے گی کہ قرآن ہی وہ ضابطہ حیات ہے جو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کا ضامن ہے۔

اُمتِ واحدہ کا قرآنی تصور

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ط نہیں ہیں انسان مگر اُن کا ایک دین (ایک جماعت، ایک امام 2/213) ہے۔ پس اُنہوں نے اختلاف کرلیا ہے۔10/19 اب اختلاف ختم کرنے کیلئے انسانوں کو اُمتِ واحدہ بنانے کے لئے اللہ نے انبیاء کا سلسلہ شروع کیا چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً قف فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ص وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا م بَيْنَهُمْ ج فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ط وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ سب انسانوں کا ایک دین (ایک اللہ، ایک جماعت، ایک امام 21/92) ہے۔ پس اللہ نے نبیوں کو مبشرو منذر بنا کر بھیجا اور اُن کے ساتھ کتابِ واحد ساتھ حق کے اُتاری تاکہ وہ فیصلہ کردے لوگوں کے درمیان جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔ اِس میں ان لوگوں نے ہی اختلاف کیا جن کو یہ کتاب دی گئی تھی آپس میں ضد کی وجہ سے اِس کے بعد کہ اِن کے پاس واضح حکم آچکا تھا۔ پس اللہ نے ماننے والوں کو ھدایت دی اس لیے کہ انہوں نے اُس کے حکم کے مطابق قرآن سے اختلاف نہیں کیا۔ یقیناً اللہ اُسے ہدایت دیتا ہے جو صراطِ مستقیم کی طرف آنا چاہتا ہو۔2/213

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً 2/213: یادرہے کہ کان فعلِ ناقص ہے جو اپنی خبر کو نصب دیتا ہے۔ اُمَّةً وَّاحِدَةً مرکب توصیفی ہے اور النّاس کی خبر ہے۔ امّ '' ہراس شے کو کہتے ہیں جو کسی دوسری شے کے وجود یا اصلاح و تربیت کا سبب بنے۔ کسی شے کی ابتدا کرنیوالا ہو۔ الامّۃ ہر وہ جماعت ہے جس میں دینی وحدت، رشتہ داری اور تعلق داری ہو۔ اس کی جمع اُمَم '' ہے۔ النّاس کو اللہ نے اُمَّةً وَّاحِدَةً قرار دیا ہے۔ اس آیت سے تفرقہ اور فرقہ بندی باطل ثابت ہوتی ہے۔ انسانوں کو گروہ بندی میں تقسیم کرنے میں دین اور امام یعنی لیڈر کا بڑا ہاتھ ہوتا ہے۔ لٰہذا اُمَّة '' کے بنیادی معنوں میں دین اور امام دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی اللہ کا بیان حتمی ہے۔ کہ سب انسانوں کا دین اور امام ایک ہے اور وہ وحی شدہ الکتاب ہے۔ جو تمام انبیاء کے ساتھ نازل ہوئی ہے۔ جس کے ذریعے انسانوں کے اختلاف کو ختم کیا جائے گا۔ تمام انسانوں کو ایک جماعت بنانے کے لئے اللہ نے انبیاء کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ اور اب بھی انبیاء کی سنت یہی ہے کہ ما انزل اللہ کے ذریعے تمام انسانوں کو ایک جماعت بنانے کی کوشش کی جائے۔ اور یہ صرف اللہ کی نازل شدہ آفاقی تعلیم سے ممکن ہوسکتا ہے۔ انسانوں کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے خود ساختہ مجموعے انسانوں کو لسانی، علاقائی، مذہبی اور سیاسی گروہ بندیوں میں تو تقسیم کر سکتے ہیں لیکن اس سے عالمی بھائی چارہ ممکن نہیں۔ یہ صرف اللہ کی کتاب انسانوں کو ایک خاندان اور ایک جماعت بنا سکتی ہے۔

آج بنی نوع انسان کی تقسیم نسلی، خاندانی، وطنی، علاقائی، لسانی، پیشہ، رنگ، شخصیات، رسم ورواج اور سیاسی ہے۔ اصل معیارِ فکر و نظر کی ہم آہنگی ہے۔ قرآنی نقطہ نظر سے سب انسان ما انزل اللہ ضابطہ حیات سے ہم آہنگ ہو جائیں تو تمام انسان اُمتِ واحدہ بن سکتے ہیں۔ انسان رنگ، نسل، زبان اور وطن وغیرہ کے اختلاف کے باوجود مسلم خاندان کے افراد ہیں اور ما انزل

اللہ ضابطہ کوتسلیم نہ کرنے والے کافر خاندان کے افراد ہیں۔لہٰذا قرآن ماننے والوں کو مسلم اور نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں۔
هُوَالَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر تم میں سے قرآن کا انکار کرنے والا ہے اور تم میں سے قرآن ماننے والا بھی ہے اور اللہ اسے جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔ 2
اللہ نے انسانوں کو دو گروہوں میں بانٹا ہے۔آیات الرحمٰن کو تسلیم کرنے والا مومن و مسلم گروہ اور دوسرا آیات کا انکار کرنے والا کافر و مشرک گروہ ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ ز یہ دو جھگڑنے والے ہیں جن کا اپنے رب کے بارے جھگڑا ہے 22/19 ایک گروہ کہتا ہے کہ فلاحِ انسان کے لئے ما انزل اللہ حقیقی اقتدار ہی فرض ہیں۔یہ مسلم گروہ ہے۔دوسرا گروہ کافر، مشرک گروہ ہے جو اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتا ہے۔قرآن کے مطابق انسان کے صرف دو گروہ ہیں قرآن ماننے والے اورنہ ماننے والے۔انسانوں کی تفریق اس نظریہ پر ہے کہ ماانزل اللہ پر کس کا ایمان و عمل ہے اور کس کا کفر اور عمل نہیں ہے۔
انبیاء کرام نے اس ماانزل اللہ معیاری تفریق کو محض نظری طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اس پر عمل کر کے دکھایا۔نوح سلام' علیہ مومن اور بیٹا کافر، ابراہیم سلام' علیہ مومن اور باپ کافر، لوط سلام' علیہ مومن اور بیوی کافر، ایک خاندان کے باوجود یہ دو گروہ ہیں۔
ابراہیم سلام' علیہ کے باپ اور اُس کی قوم نے جب ماانزل اللہ کا انکار کیا تو آپ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے برملا کہہ دیا۔
وَاَعْتَزِلُكُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّیْ صلے زعَسٰۤی اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّیْ شَقِيًّا ۝ اور میں تم اور جن کی تم اللہ کے سوا دعوت دیتے ہو سب سے الگ ہوتا ہوں اور میں اپنے رب کی دعوت دوں گا۔امید ہے کہ میں اپنے رب کی دعوت کے ساتھ کسی شے سے بھی محروم بدبخت نہیں ہوں گا۔19/48 پھر اعلانِ ابراہیم ملاحظہ فرمائیے۔ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ج اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ز كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ط رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے (33/21,3/95,4/125,16/123,2/125,130,43/26,28) یاد کرو جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا بے شک ہم تم سے اور جو تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو سب سے بے زار ہیں۔ ہم تمہارا کفر کرتے ہیں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت و بغض ہمیشہ کیلئے ہو چکا حتیٰ کہ تم اللہ واحد کی حکمرانی مان لو مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے وعدہ کرنا اُسوہ نہیں ہے (9/114) کہ میں تیرے لئے استغفار کرونگا حالانکہ میں اللہ کے ہاں اختیار نہیں رکھتا ہوں۔اے ہمارے رب! ہم تجھ پر بھروسہ کرتے اور ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔60/4
یہی وہ عالم گیر اصول ہے جو اپنوں کو بے گانہ اور بے گانوں کو اپنا بنا دیتا ہے۔اعلان ہے کہ جو حق کی اتباع کرے گا وہ میرا ہے۔ جو حق کا انکار کرے گا میں اُس سے بے زار ہوں۔اب ظاہر ہے جو حق کے پیچھے نہیں چلے گا وہ غیر ہوگا۔انسان میں دو گروہوں کا وجود قرآن کے ایمان و عمل کی بنیاد پر ہے۔پاکستان کے وجود کی بنیاد بھی یہی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تھی۔پاکستانی اس نظریہ

نظریہ سے ابھی تک روشناس نہیں۔ابھی تک سندھی، بلوچ، پٹھان اور پنجابی ہونے پرفخر کرتے ہیں مسلم خاندان ان کی شناخت نہیں ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمایئے۔ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ تُو ایسی قوم کو جو اللہ اور یوم آخرت کو مانتی ہو نہیں پائے گا کہ وہ دوستی کرتی ہو (9/24) اُن سے جو اللہ اور اس کے پیغام پہنچانے والے (مرکزِ رسالت) کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو اپنی طرف سے علمِ وحی (42/52) سے قوت بخشی ہے اور وہ ان کو باغات میں داخل کرے گا جن کے ماتحت نہریں بہہ رہی ہونگی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے ہیں یہی اللہ کی جماعت ہے۔خبردار بے شک یہی اللہ کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔58/22 ارشادِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمایئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ اے مومنو! اپنے ا ٓباء اور اپنے بھائیوں کو خیر خواہ دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان (قرآن) کے مقابلے میں کفر (غیر قرآن) کو پسند کرتے ہیں اور تم میں سے جو اِن کو خیر خواہ دوست بنائے گا پھر یقیناً یہی لوگ ظالم ہیں۔23 اعلان کر دو اگر تمہارے ا ٓباء اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور اموال جو تم نے کمایا ہے اور تجارت جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو اور رہائش گاہیں جن کو تم پسند کرتے ہو۔کیا تمہیں یہ سب اللہ اور اُسکے رسول یعنی اُس کی راہ (قرآن) میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنے عذاب کے فیصلے کو لے آئے۔یقیناً اللہ بدعہد لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔24

اگر اللہ کے قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں میں تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بھائی ہوں۔اُنہیں دوست نہ بناؤ۔بُرے لوگوں سے الگ ہونے کا یونیورسل حکم ہے۔جب بُرے باپ اور بُرے بھائی سے دوستی نہیں ہے تو اس کے علاوہ دوسرے رشتوں کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔بُرے لوگوں سے مفاہمت ہی تو بُرائی میں ترقی کا سبب بنتی ہے۔اس یونیورسل حکم سے قوم پرستی، وطن پرستی، جماعت یا فرقہ پرستی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔صرف قانون کی حکمرانی رہ جاتی ہے۔اب انسانوں کو ذرا غیر جانبدار ہو کر سوچنا چاہیے کہ قرآن پر ایمان لانے والا کوئی شخص دہشت گرد ہو سکتا ہے۔قرآن کی تعلیم تو دہشت گرد سے الگ ہونے کا حکم دیتی ہے اگرچہ اُس کا باپ اور بھائی بھی ہو۔ایسے لوگوں سے تعاون اور دوستی کرنے والوں کے لئے 9/24 آیت میں

اللہ کی طرف سے عذاب کی وعید ہے۔ثابت ہوا کہ اللہ کے اس امن والے منشور کو نہ ماننے والے ہی دہشت گرد ہیں۔ قرآن کا طالب علم غیر جانبداری سے دنیا پر نظر دوڑائے۔کہیں بھی اللہ کی کتاب کی حکمرانی نظر نہیں آئے گی۔ہر قوم اور ہر شخص دوسرے کو اپنا غلام بنانے کی پالیسی کے تحت دوسرے کو دہشت گرد قرار دینے پر تُلا ہوا ہے۔بے گناہوں کا قتلِ عام کر کے اپنے آپ کو حق بجانب سمجھ رہا ہے۔خود قرآن کی روشنی سے محروم ہے اس کی کوئی سمجھ نہیں۔ قرآن نہ ماننے والے ہی دہشت گردی کو پرموٹ کرنے والے ہیں یہ حکمران بھی ہیں اور عوام میں بھی ہیں۔پھر بھی اگر وہ کوئی اصولی معائدہ امن پر اتفاق کرتے ہیں تو اُن سے معائدہ امن کرنے کی اجازت ہے۔غیر مسلموں سے بھی جنگ ناگزیر حالات میں صرف اپنے دفاع کے لئے ہے۔اُن سے علیحدگی کوئی جنگ نہیں ہے بلکہ اُن کی فضول اور شرکیہ رسومات اور بُرے کاموں سے علیحدگی ہے۔ اُن سے معاشرتی تعلقات یعنی رشتے داری نکاح وغیرہ نہیں ہیں اور نہ ہی اُن کے مرنے پر جا سکتے ہیں اور مرنے کے بعد اُن کی رسومات میں بھی شریک نہیں ہو سکتے ہیں۔اقتصادی، تجارتی، آپس میں لین دین اور میل ملاقات اور امن و سلامتی کے لئے ایک دوسرے سے تعاون جیسے معاملات وغیرہ ہو سکتے ہیں۔اس موضوع پر قرآن میں پچاس سے زیادہ مقام ہیں۔ اس سورۃ نمبر 9 کی 84 اور 113 آیات پر غور کر لیں گے تو بات واضح ہو جائے گی۔دو گروہوں کی وضاحت کہاں تک آگئی ہے آپ مذکورہ آیات کی روشنی میں بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں۔سورۃ البقرۃ کی 221 آیت ملاحظہ فرمایئے وَلَا تَنۡکِحُوا الۡمُشۡرِکٰتِ حَتّٰی یُؤۡمِنَّ ؕ وَ لَاَمَۃٌ مُّؤۡمِنَۃٌ خَیۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِکَۃٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَتۡکُمۡ ۚ وَ لَا تُنۡکِحُوا الۡمُشۡرِکِیۡنَ حَتّٰی یُؤۡمِنُوۡا ؕ وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَیۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِکٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَکُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ یَدۡعُوۡنَ اِلَی النَّارِ ۚۖ وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلَی الۡجَنَّۃِ وَ الۡمَغۡفِرَۃِ بِاِذۡنِہٖ ۚ وَ یُبَیِّنُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۲۲۱﴾ اور تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ مومن نہ ہو جائیں اور یقیناً ایک غلام مومن بہتر ہے مشرک سے اگرچہ وہ تمہاری پسند ہو۔یہی لوگ ہیں جو آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ جنّت کی طرف اور مغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے اور وہ اپنی آیات کی وضاحت کرتا ہے لوگوں کی راہنمائی کیلئے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔221 سارے انسان قرآن کے کافر و مومن ہونے کی بنیاد پر دو جماعتیں ہیں جن کا اپنے رب کے قوانین پر جھگڑا ہوتا ہے۔اِنَّا ہَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا بے شک ہم نے اسے ہدایتِ قرآن تو دے دی ہے خواہ اب مان لے یا وہ انکار کر دے(انسان اس میں آزاد ہے)۔76/3 سارے انسان قرآن کے مطابق دو گروہوں میں تقسیم ہیں۔ قرآن اتنی واضح تعلیم دیتا ہے کہ اس کا علم رکھنے والا خود جانتا ہے کہ وہ کس گروہ میں شامل ہے۔ماانزل اللہ قرآن کی آیات کو ماننے والا اور عمل کرنے والا اور اس کے نفاذ کے لئے جان و مال لگانے والا مومن ہے اور قرآن کی آیات نہ ماننے والا اور عمل نہ کرنے والا کافر ہے۔اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۱۰﴾ یقیناً مومنین ایک خاندان ہیں۔پس اپنے خاندان میں اصلاح کرو۔اور اللہ کی نافرمانی سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔10 مذکورہ آیات کی روشنی میں بات واضح ہے کہ حسب نسب خاندان نہیں بلکہ قرآنی نظریہ کی بنیاد پر خاندان بنانے کی تعلیم ہے۔

اب جو چاہے مومن و مسلم بن کر قرآن کو ضابطہ حیات مان لے اور جو چاہے کافر و مشرک بن کر غیر اللہ کے بنائے ہوئے ضابطہ

حیات کواپنے گلے کا طوق بنالے جن کی غلامی کا نہ کوئی دائرہ ہے اور نہ کوئی اصول و ضابطہ ہے۔ اِن الہاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انسان اللہ واحد سے منہ موڑ کر جہنمی زندگی اختیار کر لیتا ہے۔

محکومیت

يَآيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اے لوگو! اپنے رب کی غلامی اختیار کرو جس نے تم کو اور جو تم سے پہلے تھے سب کو پیدا کیا۔ تا کہ تم اللہ کی نافرمانی سے بچ جاؤ۔ 21

آیتِ مبین انسانوں کو تعلیم دے رہی ہے کہ تمہارے بچاؤ کی ایک ہی راہ ہے کہ تم اپنے رب کی غلامی میں آجاؤ۔ تمہارے بچاؤ کا حل صرف وہی رب جانتا ہے جس نے تمہیں خلق کیا ہے اور تمہارے بڑوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ اللہ صرف خالق ہی نہیں بلکہ ہادی بھی ہے۔ رب کے معنی بھی یہی ہیں جو پیدا کرتا ہے اور راہنمائی بھی عطا کرتا ہے۔ 20/50 اللہ نے ہمیں پیدا کرنے کے بعد ہماری ہدایت اور راہنمائی کیلئے ایک نسخہء کیمیا بھی عطا کر دیا ہے جس پر عمل کرنے سے انسان کے سارے دکھ مٹ جاتے ہیں۔ یہی وہ رب ہے جس نے کائنات کا ہر گوشہ انسان کی نشوونما کیلئے مسخر کیا اور پھر اسے انسان کیلئے قابلِ تسخیر بھی بنایا ہے۔ اب ہر انسان کا فرض ہے کہ اس واحد خالق کائنات کو اپنا حاکم و مالک تسلیم کرے اور ما انزل اللہ روشن تعلیمات کے زیور سے اپنے آپ کو مزیّن کرے اور یہ نظریہ دل کی گہرائیوں میں راسخ کرے کہ اللہ کے سامنے نہ تو کسی کی مرضی ہوتی ہے اور نہ کسی کا کوئی اختیار ہوتا ہے۔ اس لئے وحی کے علاوہ کہیں اور ہدایت تلاش کرنا اندھیروں میں گم ہونا ہے۔ قرآن بڑے واشگاف انداز میں غیر اللہ کی حاکمیت کا انکار کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمایئے۔ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِىْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ط وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ (ان سے پوچھو) کیا میں اللہ کے سوا حکم تلاش کروں؟ حالانکہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف تفصیل شدہ کتاب نازل کی ہے۔ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو جانتے ہیں کہ یقیناً یہ تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل شدہ ہے۔ پس تُو ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا۔ 114 اور تیرے رب کا قرآن صدق و عدل کے لحاظ سے کامل کتاب ہے۔ اُسکے قوانین کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور وہ سمیع ہے علیم ہے۔ 6/115

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّىْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اُوْحِىَ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ج لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ کہہ دو۔ اے جاہلو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ میں غیر اللہ کی غلامی اختیار کرلوں؟ 64 یہ حقیقت ہے کہ تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف بھی وحی کی گئی تھی۔ یقیناً اگر تُو نے شرک کیا تو لازماً تیر اعمل ضائع کر دیا جائیگا (6/88,7/147)۔ اور تُو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ 65 بلکہ اللہ ہی کی غلامی اختیار کرو اور شاکرین میں سے ہو جاؤ۔ 39/66

سورۃ الانعام میں کتاب کو مفصّل کہنا اور سورۃ الزمر میں غیر اللہ کی حاکمیت کی دعوت دینے والوں کو جاہل کہنا بڑی ہی غور طلب

بات ہے۔اللہ کتاب کو مفصّل کہے اور اُس کے بندے اُسے مجمل کہیں۔اللہ غیر اللہ کی حاکمیت کو جہالت کہے اور اُس کے بندے غیر اللہ ہی کو حاکم تسلیم کریں۔یہ قرآن پر افترا اور جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے۔قرآن کے خلاف نظریہ، ایمان کی کون سی کیفیت ہے۔مذکورہ آیات میں کتاب کے مفصّل ہونے میں کسی قسم کا ابہام نہیں اور غیر اللہ کی حاکمیت میں جہالت ہونے میں کسی قسم کے بھی شک کی گنجائش نہیں ہے۔اَلْکِتٰبَ مُفَصَّلًا کے معنی ہوتے ہیں کھول کھول کر بیان کرنے والی کتاب، ہر بات کو اپنے انجام تک پہنچانے والی کتاب۔غیر اللہ کی حاکمیت کو جہالت کہنے کا مطلب ہے صرف اللہ کو حاکم ماننا علم اور روشنی ہے۔معلوم ہوا کہ نبی سلام'' علیہ اور غیر نبی سب اس واحد کتاب اللہ سے حکم حاصل کریں گے جو کسی بھی غیر اللہ کی تشریح اور تفصیل کا محتاج نہیں ہوگا۔کتاب کے ہر حکم کی تفصیل قرآن سے معلوم کرنا ہوگی تاکہ قرآن کی ان مذکورہ آیات کے انکار سے بچا جائے۔6/115 میں وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا کہہ کر آیت نمبر 114 کو اور بھی زیادہ مضبوط کردیا ہے اور اب ایک مسلم کے لئے قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قانون ، نظام اور حکم نہ قابلِ قبول ہے اور نہ ہی سند و دلیل کا درجہ پاسکتا ہے اس لئے فرمایا گیا۔وَ اِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِى الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝۱۱۶ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۱۱۷ اور اگر تُو ظن کی پستیوں میں رہنے والے کثیر لوگوں کی اطاعت کرے گا تو وہ تجھے اللہ کی راہ سے دور کردیں گے۔وہ تو صرف ظن کی اتباع کرتے ہیں اور وہ تو صرف قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ 116

بے شک تیرا رب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے دور ہوتا ہے اور وہی جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو۔117

اب گمراہی اور ہدایت کا فیصلہ قرآن کریگا۔الارض کا معنی عام زمین ہی کیا جاتا ہے اس کا معنی پستی بھی ہوتا ہے۔ہر انسان جو اللہ کی وحی شدہ تعلیم سے ناآشنا ہے وہ پست ہے۔لہٰذا قرآن سے ہٹے ہوئے لوگ فِى الْاَرْضِ یعنی وہ اخلاق کی پستیوں میں رہتے ہیں۔ان کی اطاعت گمراہی ہے۔اس سے روک دیا گیا ہے۔ایسے لوگ یقینی علم نہیں رکھتے اور نہ ان کے پاس کوئی ہدایت ہوتی ہے۔یہ لوگ صرف ظن یعنی عقلی اٹکل پچو سے کام لینے والے لوگ ہوتے ہیں۔ان کی بات سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ہوتی لہٰذا اس آیت میں ان لوگوں سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔6/117 آیت میں ہدایت اور گمراہی کا مسئلہ کسی انسان کی ذاتی پسند اور ناپسند پر نہیں چھوڑا بلکہ اس کا فیصلہ اللہ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ہدایت اور گمراہی کا علم اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں ہے لہٰذا اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔اس کا فیصلہ غیر از قرآن سے نہیں ہوگا۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اقرار نے اللہ کے مقابلے میں کسی کی مرضی اور اختیار نہیں رہنے دیا اور نہ ہی کسی کے وقار کی گنجائش رکھی ہے۔اللہ کے سامنے بے بسی کا یہ عالم ہے کہ اب اُس کے حکم پر کسی کا حکم فوق نہیں۔زندگی کی نشوونما اللہ کے حکم کے بغیر باطل قرار پائے گی۔اب ایک اللہ کا حکم چلے گا اور اس کی حاکمیت سارے دنیاوی حاکموں کو دبا کر رکھ دے گی۔اب قرآن کے سامنے نہ تو کسی مفتی اعظم کا فتویٰ چلے گا اور نہ ہی کسی علامہ کے علم کی کوئی حیثیت ہے۔قرآن کا ہر حکم، ہر لفظ اور ہر بات ہمارے لئے حرفِ آخر ہے۔اس سے آگے نہ ہمارے قدم بڑھ سکتے ہیں اور نہ ہی ہماری سوچ اس سے آگے نکل سکتی ہے۔

قرآن نے بتا دیا ہے۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کا رسول اور سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی ہیں۔ اور اللہ ہی ہر شے کا علم رکھنے والے ہیں 33/40 اس آیت کے بعد نبوت میں ظلی، بروزی، نئے اور پرانے نبی کے آنے کا دروازہ بند ہے۔ دنیا کے سارے علامہ اور مفتی مل کر بھی کسی نبی کے آنے یا ہونے کی خبر دے دیں تو یہ باطل ہو گی۔

خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ 33/40۔ فَا عَلَ کے وزن پر تائے مفتوحہ کے ساتھ خَاتَمَ اسمِ آلہ ہے۔ خَـاتَم'' مَا خُتِمَ بِہٖ شَیْءٌ'' وہ آلہ جس سے کسی شے کو ختم کیا جائے۔ ضَارَب'' مَاضُرِبَ بِہٖ ضَرْب'' وہ آلہ جس سے کسی کو مارا جاتا ہے۔ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ مرکبِ اضافی ہے۔ محمد سلام'' علیہ ایسے نبی ہیں جس پر سلسلہ نبوت ختم ہے۔ آپ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ اِن کے بعد اب اللہ سے ڈائریکٹ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ اب صرف کارِ رسالت باقی ہے جو قرآن کے ذریعے اُمتِ مسلمہ غیر نبی یہ فریضہ سرانجام دیں گے۔ خَـاتَم'' انبیاء کو ختم کرنے کا اسمِ آلہ ہے۔ قرآن ایک مفصل، مفسر اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ اپنی تشریح اور بیان میں غیر اللہ کا محتاج نہیں ہے۔ خَـاتَمَ النَّبِيّٖنَ کی آیت کے بعد بروزی، ظلی اور تشریعی ہر قسم کے نبی کا دروازہ اللہ نے بند کر دیا ہے۔ اگر خَاتِم میں تائے مکسورہ ہوتی تو پھر محمد سلام'' علیہ اسم فاعل ہوتے اور مہر لگا کر اوّل تا آخر نبوت بانٹنے والے ہوتے اور آپ کی مہرِ تصدیق کے بغیر کوئی نبی نہ ہوتا۔ نبوت جاری کرنا اور ختم کرنا یہ اللہ کا فعل ہے۔ اللہ کے سوا کسی اور کا منصب نہیں ہے۔ محمد سلام'' علیہ کی خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہونے کی خبر اللہ نے دی ہے۔ یہ بھی نبی سلام'' علیہ کا ذاتی اور اختیاری فعل نہیں ہے۔

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۴۵ کہہ دو کہ جو میری طرف وحی (6/19) کی گئی ہے میں اِس میں کوئی شے بھی کھانیوالے پر حرام نہیں پاتا ہوں۔ وہ اُسے کھا سکتا ہے مگر مُردار اور بہتا ہوا خون اور خنزیر کا گوشت نہیں کھا سکتا۔ یقیناً یہ سب ناپاک ہیں۔ اور یہ کھانا بھی نافرمانی ہے جس شے کے ذریعے غیر اللہ کو بلند کیا جائے۔ پس جو مجبور ہو، نہ باغی ہو اور نہ زیادتی کرنیوالا ہو وہ یہ بھی کھا سکتا ہے۔ پس تیرا رب حفاظت کا سامان دینے والا رحم کرنیوالا ہے۔ 6/145

اب اللہ کے اس فتویٰ کو کوئی بدلنے کی کوشش کرے۔ اللہ کے حلال کو حرام اور اللہ کے حرام کو حلال قرار دے کر اللہ کی حاکمیت کا انکار کرے اور دوسروں کو بھی منکر بنا دے۔ دنیا والے اسے کتنا بھی مقدس سمجھتے ہوں۔ اللہ کے نزدیک آیت کا انکار کرنے والا شیطان اور ابلیس ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک اللہ کا وقار نہیں اللہ فرماتے ہیں۔ مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۚ۝ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ کیلئے کسی عزت و وقار کی امید نہیں رکھتے۔ 71/13 لہٰذا اللہ کے ہاں بھی وہ کسی قسم کی تکریم، احترام اور وقار کا مستحق نہیں ہے۔ قرآنی آیت کے مطابق اب اللہ کے کے مقابلے میں غیر اللہ کا وقار گمراہی ہے۔ ہماری بھرپور کوشش یہی ہے کہ کتاب اللہ کے انکار کی روش چھوڑ کر کتاب اللہ سے جڑ جانے کا کام کریں۔ سارے جہان سے کٹ کر بھی کتاب اللہ سے جڑ جانے کا سودا گھاٹے کا نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو وہ آگ لگے گی جو دلوں پر چڑھ جائے گی اور جس کے شعلے دلوں کو اپنی لپیٹ میں لے

لیں گے۔ معاشرے میں جو آگ لگی ہوئی ہے ہمیں تو اس کا احساس ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ یہ آگ یہاں ہی روک لی جائے۔ ابھی ہمارے پاس مہلت ہے۔ مہلت کا وقت ختم ہو گیا تو اس آگ سے نکلنے کی راہیں بند ہو جائیں گیں۔ اس دنیا کی جہنم سے گھسیٹ کر آخرت کی جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جلنا ہو گا۔ وہاں کوئی پرسان حال نہ ہو گا۔۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۝ اور اس دن رسول کہہ دے گا کہ اے میرے رب! بے شک میری قوم نے تو اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔ 25/30 مَهْجُوْرًا هَجَرَ کا اسمِ مفعول ہے۔ جس کو چھوڑ دیا جائے، جس سے ہجرت کی جائے اور اُس جانور کو بھی کہتے ہیں جس کے گلے کی رسی ٹانگوں سے باندھ کر اس کی آزادی سلب کر لی جائے۔ آج اُمتِ مسلمہ نے قرآن کے گلے میں روایات کی رسی ڈالی ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ قرآن روایات کے بغیر نہیں سمجھ سکتے۔ اس طرح قرآن کی مفصل، مفسر اور خود مکتفی حیثیت کو چیلنج کر دیا گیا ہے۔ اب قرآن کی مہجوریت کا یہ حال ہے کہ روایات زندہ اور پائندہ ہیں مگر قرآنی تعلیم کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اُمت کی یہ حالت زار دیکھ کر بے ساختہ یہی کہنا پڑتا ہے۔ حقیقت خرافات میں کھو گئی اور اُمت روایات میں کھو گئی۔ قرآن کے انکار کی یہ ایسی روش ہے جسکی نشان دہی ماضی میں ہو چکی ہے۔ مگر قوم نے اس پیغام میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ بہرحال اللہ کا ہم پر احسانِ عظیم ہے کہ قرآن کا محفوظ رکھنا اُس نے اپنے ذمے لیا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝ یقیناً ہم نے قرآن نازل کیا اور ہم اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ 15/9

صدیوں کے بعد بھی قرآن کا متن وہی ہے جو محمد سلام' علیہ پر نازل ہوا تھا۔ اس کے متن میں آج تک کوئی تبدیلی نہیں آئی اور نہ آئندہ آئے گی۔ قرآن آج بھی مظلوموں، بے سہاروں اور کمزوروں کے لئے امن اور آشتی کا واحد طاقت ور یقینی سہارا ہے۔ آیت ملاحظہ فرمایئے۔ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝ پس جب بھی تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے سو جو میری ہدایت کی اتباع کرے گا پھر نہ ان پر خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ 2/38 اللہ نے اس وعدہ کے ساتھ انبیاء کو ان کی قوموں کے پاس بھیجا لیکن جب بھی رسولوں نے اللہ کی وحی اپنی قوم کے سامنے پیش کی تو قوم نے پورے زور شور سے آباء پرستی کا ثبوت دیا اور نبی کو جھٹلا دیا۔ جس کے نتیجے میں جھٹلانے والے تباہ و برباد اور عذاب میں گرفتار ہوئے اور ایمان والے بچا لئے گئے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ایمان والوں میں پھر ناخلف پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے الہامی کتابوں میں تبدیلی اور تحریف کر دی اور پھر کفر و شرک کی زندگی گزارنے لگے۔ حتّٰی کہ محمد سلام' علیہ کا دورِ سعید آیا۔ اس وقت یہود و نصارٰی تورات و انجیل میں تبدیلیاں کر کے اپنے ایمانِ خالص میں کفر و شرک کا زہر گھول چکے تھے۔ من حیث القوم وہ اپنے کفر و شرک کو ایمان کا درجہ دے چکے تھے اور ان کے پاس اصل وحی شدہ کتاب نہیں تھی۔ اس لئے یہودیوں سے مطالبہ کیا گیا کہ اگر وہ سچے ہیں تو وہ وحی شدہ تورات لے کر آوَ 3/93 وہ کہاں سے لاتے، تورات تو عیسیٰ سلام' علیہ سے بھی پہلے محرّف ہو چکی تھی اور عیسیٰ نے فرمایا میں حلال کروں گا جو کچھ بھی تم نے اپنے اوپر حرام ٹھہرایا ہے۔ 3/50 اللہ کے ہاں کتابِ وحی کا مقام ہے۔ اس لئے کہا کہ تورات لاوَ یہ نہیں کہا رسول کی حدیث لاوَ۔ لہٰذا اب اُمتِ مسلمہ سے بھی یہی سوال ہو گا کہ اس مسئلہ کے لئے قرآن لاوَ۔ کسی بھی دوسری کتاب کو دین میں بطورِ حجت

پیش نہیں کیا جا سکتااور نہ ہی اُسے کوئی سند کا درجہ ہےاور نہ ہی اُس کا کوئی دین میں مقام ہے۔اس لئے قرآن بار بار یہی تعلیم دے رہاہے۔اِتَّبِعۡ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ وَ اَعۡرِضۡ عَنِ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۰۶﴾ اتباع کراُس کی جو تیرے رب کی طرف سے تیری طرف وحی کی گئی ہے۔اُس کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے۔اورمشرکین سے الگ ہو جا۔106سورۃ یونس میں اللہ نے کافروں کی خواہش کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے کہ نبی سلام' علیہ قرآن میں کچھ ردوبدل کرکے ہمارے آباءواجدادکی رسم ورواج کو بھی کچھ اہمیت دیں تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے۔ملاحظہ فرمایئے۔

وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَیۡرِ ہٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡہُ ؕ قُلۡ مَا یَکُوۡنُ لِیۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَہٗ مِنۡ تِلۡقَآیِٔ نَفۡسِیۡ ۚ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اِنۡ عَصَیۡتُ رَبِّیۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۵﴾ اور جب اِن پر ہماری واضح آیات تلاوت کی جاتیں جو ہماری ملاقات کی اُمید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ اسکے علاوہ اورقرآن لاؤ یا اِس میں کوئی تبدیلی کرو۔کہہ دو میرے اختیار میں نہیں کہ میں اپنی طرف سے اِس میں ترمیم کروں۔میں اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتا ہے(6/19) اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو یقیناً میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔10/15 یادرہے آج کا انسان ماضی کے انسان سے مختلف نہیں۔رسم و رواج اور روایات کا غلام انسان آج بھی قرآن کے اس نسخہء کیمیا کو چھوڑ کر اپنے من بھاتے نسخہ جات پر بھروسہ کئے ہوئے نظر آتا ہے۔قرآن کی آیاتِ بینات کی بجائے شخصیات پرستی میں مبتلا ہے۔انسانوں کی تحریر شدہ کتابوں کا ڈھیر قرآن سے زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔غیرقرآنی مواد قرآن پر حاکم بن گیا ہے۔

قرآن کو اس طرح روایت اور غیرقرآن کا محتاج بنا دیا گیا ہے جیسے قرآن کی تو دین میں کوئی حیثیت ہی نہیں۔اللہ فرماتا ہے قرآن حق و باطل میں میزان ہے۔(57/25) معیار ہے۔یہ فیصلہ کرنے والی کتاب ہے۔مگر روایات کو قرآن کی تفسیر و تفصیل قرار دے کر قرآن کو روایات کا محتاج بنادیا ہے۔لہٰذا قرآن روایات کی شرکت کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا جبکہ یہ اللہ کی منشاء کے خلاف ہے۔ارشادِ باری تعالٰی ملاحظہ فرمایئے۔ وَّلَا یُشۡرِکُ فِیۡ حُکۡمِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔18/26 آیت کی رو سے اللہ کے حکم میں غیراللہ کی شرکت (Partnership) کا تصور باطل ہے۔اب اللہ کے حکم کی تشریح و تفصیل کرنے والا کسی اور کو مان لیا جائے تو پھر نہ تو قرآن مبین ہے اور نہ قرآن مفصل ہے۔اس آیت کی رو سے قرآن کو تشریح وتفصیل کے لحاظ سے غیراللہ کا محتاج ماننا اُس کے حکم میں غیراللہ کی شرکت ثابت ہوتی ہےاورقرآن کی آیت کا انکار لازم آتا ہے۔اگر قرآن تشریح وتفصیل کیلئے غیراللہ کا محتاج ہے تو غیراللہ کی شرکت کو ماننا پڑے گا اور 18/26 کی رو سے یہ اللہ کی منشاء نہیں ہے۔

ہمارا مئوقف بالکل واضح ہے کہ دین صرف قرآن ہے باقی دنیا کی کسی کتاب کو نہ تو یہ مقام حاصل ہےاور نہ اُسے ماانزل اللہ دین قرار دیا جا سکتا ہے۔رہی بات کہ وہ روایات جو قرآن کے مطابق ہیں اُن پر عمل کرنے یا اُنہیں مان لینے میں کیا حرج ہے۔سادہ سی بات یہ تو قرآن ہی ہے اُسے روایت کہنے کی کیا ضرورت ہے۔پھر یہ نقطہ روایات کی کتابوں تک کیوں

محدود رکھا جاتا ہے۔ یہ نظریہ چند کتابوں تک محدود کرنا درست نہیں ہے۔ اس نقطہ نظر کو ذرا وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس اصول کو ہر شخص اور ہر کتاب پر لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح کوئی بات ہو، کسی کی بھی ہو، کہاں سے بھی آئے قرآن کے مطابق ہو۔ سچائی کے درجے پر پہنچ جائے وہ درست ہے۔ کیا بات کے درست ہونے سے شخص اور کتاب دین میں لاریب حجت اور مرکز بن سکتا ہے؟ دین میں مرکز قرآن ہے اور باقی اتباع کریں گے مثلاً گرنتھ سکھوں کی متبرک کتاب ہے۔ اگر اس میں قرآن کی کوئی سچائی مل جاتی ہے تو اس سچائی کو قرآن کی اتباع میں ماننا پڑے گا کیونکہ یہ قرآن کی بات ہے۔ اب اس وجہ سے اگر کوئی کہے کہ گرنتھ کو بھی قرآن کی طرح مانو۔ یہ ایمان باطل ہو گا کیونکہ گرنتھ کو دین میں کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ یہ حق و باطل کے درمیان کسوٹی نہیں۔ اُس کو قرآن کے بارے فیصلہ کرنے کا حق نہیں کہ یہ آیت درست نہیں۔ قرآن میزان ہے وہ گرنتھ میں حق و باطل کا فرق بتا سکتا ہے۔ قرآن کیونکہ یونیورسل کتاب ہے۔ اسے الہامی اقدار کی حامل کتاب کہا جاتا ہے۔ عقل کے لئے لازم ہے کہ وہ اس کی اتباع کرے۔ کیونکہ جگہ جگہ اس کتاب میں عقل سے کام لینے کے لئے کہا گیا ہے۔ عقل سے کام لینے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ قرآن کے مقابلے میں عقل کو معیار بنا لو۔ عقل اللہ کو حاکم و مالک جاننے کے لئے اور پھر اللہ کی منشاء معلوم کرنے کے لئے دی ہے۔ اپنی عقل اور دوسرے عاقلوں کے ظن و قیاس کی قرآن کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وَمَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۞ ان کی اکثریت سوائے ظن کے کسی شے کی اتباع نہیں کرتی۔ یقیناً یہ ظن حق کے مقابلے میں ذرا بھی فائدہ نہیں دیتا۔ یقیناً اللہ جاننے والا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ 10/36 بہر حال عقل کا کام معیار اور پیمانے کی اتباع کرنا ہے۔ اپنے ظن، گمان اور قیاس کی تحقیق مشاہدات عالم اور قرآن کے ذریعے کرنا عقل کا کام ہے۔ ان کو بدلنا نہ تو عقل کے بس کی بات ہے اور نہ ہی ان کو بدلنے کا حکم ہے۔ کسی کی بات کو پرکھنے کے لئے عقل کو حکم ہے کہ وہ طے شدہ پیمانے کے مطابق تحقیق کرلے۔ پیمانے پر تحقیق نہیں اُس کی اتباع کی جاتی ہے پیمانے کے مطابق حق و باطل میں تمیز کی جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق بھی خبر لے کر آ جائے تو تم تحقیق کر لیا کرو۔ 49/6 معلوم ہوا کہ بغیر تحقیق کے کسی کا قول یا خبر جھٹلائی نہیں جا سکتی۔ نبی سلام' علیہ کا قول و فعل قرآن کا عملی نمونہ تھے۔ وہ چلتے پھرتے قرآن تھے۔ اللہ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اے نبی ان کو بتا دو اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَىَّ میں اتباع کرتا ہوں صرف اُس کی جو میری طرف وحی کی جاتا ہے 10/15 وَ اُوْحِىَ اِلَىَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اور جس کو یہ پہنچے تمہیں اسی قرآن کے ساتھ متنبہ کرے 6/19 اگر کسی نے آپ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنا ہو تو قرآن پڑھ لے۔ اسے غیر قرآن کا مطالعہ کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کی سیرتِ طیبہ کے لئے بھی قرآن ہی حجت اور دلیلِ قطعی ہے۔ غیرِ قرآن میں تو آپ کے قول و فعل کی سیرت کو قرآن کے خلاف پیش کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن دین میں فرقہ

نہ بنانے کا حکم دیتا ہے۔قرآن سے باہر نبی سلام‘ علیہ کا قول سنایا جاتا ہے کہ میری اُمت میں بہتر(72) فرقے ہوں گے۔ قرآن بنی نوع انسان کیلئے ضابطہ حیات ہے جس پر عمل کرنے سے مسائل حل ہوں گے۔اس لئے اس کا مطالعہ ایک ازم یعنی ایک نظام کے حوالے سے کیا جائے تا کہ معلوم ہو کہ اللہ کی وحی شدہ اقدار کے علاوہ خود ساختہ اقدار امن و سلامتی کی ہرگز ضامن نہیں۔ہمارے ہاں قرآن صرف ثواب کے لئے تلاوت کیا جاتا ہے۔عمل کے لئے اپنے اپنے خاندانی رسم ورواج اور فرقہ وارانہ کتابیں ہیں۔ہرفرقہ کی کتاب میں دوسرے فرقے کے لئے کفر کا فتوٰی موجود ہے پھر فرقہ وارانہ ہم آہنگی ان کفر کے فتوؤں کی موجودگی میں کیسے ممکن ہے۔ھٰذا شیءٌ عجیب۔

فرقہ واریت روایت پرستی کے حق میں ہے۔وہ روایت قرآن کے خلاف بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں فرقہ واریت کے لئے مددگار رہے۔قرآن جاتا ہے تو جائے اُسے کوئی پرواہ نہیں۔آپ خود غورو فکر کریں اللہ کے رسول نے قرآن دیا ، اُمتِ واحدہ بنائی،اُس نے فرقے نہیں بنائے ۔مگر کیا کیا جائے فرقوں سے الگ ہونے والے کے، فرقوں والے دشمن ہو جاتے ہیں۔فرقہ بنانے والوں کا اُمتِ مسلمہ میں احترام ہے۔فرقہ وارانہ تقریروں کے لئے سٹیج سجائے جاتے ہیں۔ان کے گلوں میں پھولوں کے ہار ہوتے ہیں۔ان کے ہاتھ اور پاؤں چومنے کے لئے عوام کو قطار میں اپنی باری کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔بے علم عوام کو اندازہ ہی نہیں ہے کہ جس شخص کو اُنہوں نے اتنا مقدس اور محترم بنا رکھا ہے وہ اُنہیں قرآن اور رسول سے اور اللہ سے کتنی دور لے گیا ہے۔قرآن ملاحظہ فرمایئے۔**اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾** بے شک جو لوگ اپنے دین ِحق سے جدا ہوگئے ہیں اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔(3/103,23/53,30/32) اے نبی تیرا اُن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔یقیناً اِن کا معاملہ اللہ کی طرف چھوڑ دو۔پھر وہی اِن کو بتائے گا جو وہ کام کرتے رہے تھے۔6/159

قرآن آفاقی عالمگیر پیغام ہے۔رسول کا علاقائی قول و فعل کسی انسان پر اللہ نے فرض نہیں کیا اس لئے فرمایا **فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ** پس قرآن کے ذریعے نصیحت کر اُسے جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔50/45 **اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾** بے شک جس ہستی نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے۔ یقیناً وہ تجھے جوابدہی کے مقامِ آخرت کی طرف لوٹانے والا ہے۔کہہ دو میرا رب خوب جانتا ہے جو ہدایت کے ساتھ آئیگا اور اُس کو بھی جو واضح گمراہی میں ہے۔28/85

رسول کا قول وفعل جو سنت کا درجہ رکھتا ہے وہ صرف قرآن ہے۔یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی نے بھی آپ کی سیرت پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔وہ جانتے تھے کہ آپ کی سیرت قرآن ہے۔جس نے قرآن سیکھا۔اُس نے سیرتِ رسول کو پا لیا۔جو قرآن ہی نہیں جانتا اُسے کیا معلوم کہ سیرتِ رسول کیا ہوتی ہے۔غیرِ قرآن سے سیرتِ رسول کا مطلب قرآن کی مخالفت ہے۔غیرِ قرآن کو دین میں داخل کرنے کی کوشش ہے۔معاشرے میں قرآن کا نفاذ فرض ہے۔جب روایت کو معاشرے میں فرضیت کا مقام مل گیا تو اب کسی بھی غیر قرآنی عمل کو ثابت کرنے کیلئے قرآن کی نہیں بس ایک خودساختہ روایت کافی ہے۔

چاہے وہ قرآن کے خلاف ہو۔قَالَ قَالَ رَسول اللہ کہا اور اب جو اس کا انکار کرے کافر ہے۔اس طرح اُمتِ مسلمہ میں کتنے شرکیہ اور کفریہ اعمال دینی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔اُمتِ مسلمہ کے فرقے ان اعمال کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔اُن کا مسئلہ قرآن نہیں بلکہ روایت کی حفاظت ہے۔اعلان کریں گے یہ ہمارے رسول کا قول و فعل ہے۔یہ روایت کی فلاں کتاب میں لکھا ہوا ہے۔آپ کہتے رہیں یہ قرآن کے خلاف ہے۔من گھڑت ہے۔اس کا راوی جھوٹا ہے۔ جو مرضی کہہ لیں۔اس کا بڑا آسان سا جواب ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگ اس کو ثقہ کہتے ہیں۔ہم اس روایت کے انکار کرنے والے کو کافر سمجھتے ہیں۔سُنّی اور شیعہ دونوں گروہوں کی روایات کی کتابیں بھی الگ الگ ہیں۔یہ دونوں گروہ ایک دوسرے کی روایات کا انکار کرتے ہیں۔روایات کے انکار کے باوجود دونوں گروہ اپنے آپ کو روایات کا مومن ثابت کرتے ہیں۔ھذا شیءٌ ''عجیب''۔

اس سے بھی بڑی بات یہ کہ ان روایات کا قرآن کو محتاج بنا کر قرآنی آیات تک کا انکار کردیا جاتا۔قرآن تو بنی نوع انسان کا اختلاف اور تفرقہ ختم کرنے کے لئے آیا تھا مگر ہمارے ہاں یہ روایت مشہور کر دی گئی ہے۔ میری اُمت میں اختلاف باعثِ رحمت ہے۔میری اُمت میں بہتر (72) فرقے ہوں گے۔اب اُمتِ مسلمہ میں اس روایت کے مطابق فرقہ بندی جائز ہے۔ ہر فرقہ کو مکتبہ فکر کہہ کر اُسے دینِ اسلام کی سند مل گئی ہے۔حالانکہ قرآن تو اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا اور قرآن سے الگ نہ ہونے کا حکم دیتا ہے آیت ملاحظہ فرمایئے۔**وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا** اے مومنو! سب اللہ کی رسی (قرآن) کے ساتھ مضبوطی سے جڑ جاؤ۔اور فرقہ فرقہ نہ ہو جاؤ یعنی قرآن سے الگ نہ ہونا 3/103 اب غور کریں قرآن کی واضح آیت کی موجودگی میں فرقے والوں کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔یہ ہٹ دھرمی اور ضد کی انتہا ہے کہ قرآن کا انکار کرنے کے باوجود وہ قرآن ماننے والے کو کافر اور اپنے آپ کو قرآن ماننے والا کہتے ہیں۔یہ بھی بڑی عجیب بات ہے۔ آیتِ کریمہ ملاحظہ فرمایئے۔

وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا ۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ اور جو لوگ نقصان پہنچانے اور انکارِ قرآن کی تعلیم پھیلانے اور مومنین میں فرقہ بنانے کی غرض سے مسجد بناتے ہیں۔حقیقت ہے کہ یہ مسجد اُن کی گھات گاہ ہے جو اس سے قبل بھی اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ کرنے والے ہیں۔اور قسمیں کھائیں گے کہ مسجد بنانے کا ہمارا بھلا ارادہ ہے۔لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔9/107 **لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا** تفرقے والی مسجد میں کبھی بھی کھڑے نہ ہونا 9/108 قرآن میں تفرقے والی مسجد کا یہ مقام ہے۔مگر طرفہ تماشا ہر فرقہ مومن ہے اور جو فرقے سے بے زار ہے اُس پر کفر کا فتوٰی ہے۔عجب حال ہے ان حالات میں قرآن ماننے کے لئے کون تیار ہوگا۔یہ بھی حقیقت ہے کہ صحابہ کرام نے نبی سلام' علیہ کی سیرت و کردار پر کوئی کتاب نہیں لکھی۔وہ جانتے تھے کہ قرآن نبی سلام' علیہ کی سیرت ہے۔قرآن پر عمل ہی

رسول کی اتباع ہے۔قرآن ہی عملی زندگی کی مکمل تھیوری ہے۔اُنہوں نے قرآن کی کوئی تفسیر نہیں لکھی۔قرآنی آیت سے ثابت ہوتا ہے۔نبی سلامُ علیہ نے قرآن لکھا اور صحابہ سے لکھوایا اور آنے والی نسلوں کو کتاب کی شکل میں ملا۔آیت ملاحظہ فرمایئے۔
وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ حقیقت ہے کہ تُو اس قرآن سے پہلے کوئی کتاب تلاوت نہیں کرتا تھا اور نہ اُسے اپنی قوت سے لکھتا تھا(27/6,25/5)۔ ایسا ہوتا تو باطل پرست شک کرتے۔48 قرآن تو کتاب کی شکل میں رسول صحابہ کو دے گئے اور صحابہ آنے والی نسل کو دے گئے۔مگر صحاح ستہ اور صحاح اربعہ جو سُنّیوں اور شیعوں کی الگ الگ روایت کی کتابیں ہیں۔اِن کتابوں میں سے کوئی بھی مجموعہ صحابہ اور رسول اِن کو نہیں دے کر گئے۔اگر ان حدیثوں کی دین میں قرآن کی طرح کوئی لاریب حیثیت ہوتی تو یہ بھی رسول اور صحابہ کی طرف سے قرآن کے ساتھ ہی ہوتا اور ہم تک یہ لاریب مجموعہ بھی قرآن کی طرح پہنچ جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔آپ دیکھ لیں غور کر لیں کہ حدیثوں کے بارے کہا جاتا ہے کہ غریب ہیں، وضع ہیں، مردود ہیں مگر قرآن کی آیت کے بارے یہ الفاظ انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتے ہیں۔اب آپ کو قرآن اور روایات کے مقام کا کم از کم تھوڑا سا تو علم ہو گیا ہو گا کہ روایت کے بارے یہی نظریات رکھنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج کیوں نہیں ہوتا۔اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ الدین روایات کے مجموعوں کا نام نہیں ہے۔الدین قرآن ہے جس کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے۔یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے قرآن کی موجودگی میں کسی دوسری کتاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔وہ اپنے تمام فیصلے قرآن سے کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام قرآن کو سمجھتے تھے ورنہ وہ نبی سلامُ علیہ سے کہہ دیتے کہ ہمیں قرآن سمجھ نہیں آتا آپ اس کی تفسیر لکھ کر دے جائیں۔ آپ کو غیر نبیوں کی بڑی بڑی تفسیریں مل جائیں گیں مگر محمد سلامُ علیہ کی تفسیر نہیں ملے گی۔کاش ہم بھی صحابہ کرام کی طرح صرف قرآن سے اپنے مسائل حل کرنے کے پابند ہو جائیں۔غیرِ قرآن کا نام ہمارے دل سے نکل جائے کیونکہ اللہ کی کتاب کے سوا کہاں سیدھا راستہ ہے۔وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ اور یقیناً یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔پس اسکی اتباع کرو اور دوسرے راستوں کی اتباع نہ کرو۔وہ تم کو اُس سے الگ کر دیں گے۔یہ اللہ نے تم کو اس قرآن کیساتھ حکم دیا ہے۔تاکہ تم نافرمانی سے بچ جاؤ۔6/153 آیت پر غور کریں داعی قرآن کو حکم ہے کہ وہ کہہ دے کہ یہ قرآن ہی میرا راستہ ہے۔اگر قرآن کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کیا تو وہ تمہیں قرآن سے ہٹا دے گا۔وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اور یہ قرآن ایک کتاب ہے۔جو ہم نے نازل کی ہے۔یہ مبارک ہے پس اسی کی اتباع کرو۔اور نافرمانی سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔6/155 آیت پر غور کریں اس قرآن کی اتباع کے ساتھ اللہ کی رحمت مشروط ہے۔اگر قرآن کی اتباع نہیں تو رحمت نہیں ہے۔اب قرآن کے ہوتے ہوئے متفرق راہیں اپنانے کا کیا جواز ہے لیکن کیا کیا جائے۔اُمتِ مسلمہ تو غیر قرآنی مواد بچھڑے کی محبت کی طرح پی چکی ہے۔اب قرآن سنتے ہی روایت کے ساتھ قرآن ماننے والے آگ بگولہ نظر آتے ہیں اور علی الاعلان قرآن کی مخالفت پر اُتر آتے ہیں اور منکرِ حدیث کہہ کر کافر قرار دے دیتے ہیں۔

احبارورھبان کا یہ حال ہو پھر عوام کا کیا حال ہے خود سوچیئے۔مفادِ عاجلہ پر مر مٹنے والوں کے لئے آخرت کی خوشگواریاں کوئی معنی نہیں رکھتیں۔علماء سوء فرقوں کی وقالت کرکےعوام کا پیسہ بٹورکراپنے عیش وعشرت کے سامان مہیا کررہے ہیں۔کفروشرک کے علمبرداراورسستی شہرت کے بھوکے مسندِعلم پرمفتی اورعلامہ کا روپ دھارے ہوئے ہیں تو پھرحق کہاں سے ملے گا۔کتاب اللہ کی جگہ غیراللہ کی کتابوں کا پرچار ہے۔شخصیات کے بُت جگہ جگہ انسانوں کے دلوں میں گھر بنا چکے ہیں۔اِن بتوں کو توڑنا یااِن کو دلوں سے نکالنا سومنات کے بُت توڑنے سے بھی زیادہ مشکل کام ہوگیا ہے۔اِن شخصیات کی محبت اِن کے ہاں اللہ سے بھی زیادہ مقام بنا چکی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جگہ جگہ غیراللہ کی کتابوں کی نمائش ہے اور اُنہیں ہاتھوں ہاتھوں لیا جاتا ہے۔کتابُ اللہ کو پسِ پشت ڈال دیا گیا ہےاورانسان حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھ بیٹھا ہے۔ایمانِ خالص کی بجائے کفروشرک کی وادی ہی میں خوش نظر آرہاہے۔پستی میں اتنی دور جا گرا ہے کہ اب اللہ کی کتاب طرف پلٹنا اسے تمام خوشیوں سے محروم کر دینے کےمترادف ہے۔لیکن یہ نادان انسان جس چیزکوخوشیوں سے محرومیت کا نام دیتا ہے ۔یہی چیز تواُسے خوشیوں سے مال و مال کردے گی لیکن یہ بات مفادِعاجلہ پرمرمٹنے والی عقل نہیں سمجھ سکتی۔یہ بات صرف عقلِ سلیم رکھنے والےافراد ہی سمجھ سکتے ہیں جوآخرت پر ایمان رکھتے ہوں۔پھراُن کے لئے اللہ کی راہ میں مال اور جان دینا کوئی مشکل نہیں لگتا۔پھر وہ اس نورِکتاب کے ذریعےلوگوں کواللہ کی طرف بلائے گا۔نہ موت کا کوئی غم اورنہ زندگی کی کوئی خوشی اُسے اس پیغام پرچلنے سے سست کرسکے گی۔کیونکہ یقین ہوجائے گا کہ بربادی توصرف ان لوگوں کی ہے جو قرآن کو چھوڑے ہوئے ہیں اور انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں میں اپنی زندگی کا نظام ڈھونڈتے ہیں۔آیت ملاحظہ فرمایئے۔

فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ق ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰہِ لِیَشْتَرُوْابِہٖ ثَمَنًاقَلِیْلًا ط فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَقَالُوْالَنْ تَمَسَّنَا النَّارُاِلَّآ اَیَّامًامَّعْدُوْدَۃً ط قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَھْدَہٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾ ترجمہ: سوان کے لیے تباہی ہے جوالکتاب اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھرکہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ وہ اس کودنیاکےقلیل سرمایہ کی قیمت پر بیچ دیں(3/78)۔پس اُن کے لیے تباہی ہے اِس وجہ سے کہ جواِن کے ہاتھوں نےلکھا ہے اورتباہی ہے اُن کے لیےبھی جواِس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔79اور اِن خودساختہ کتابوں میں اعلان کرتے ہیں کہ ہرگز ہم کوآگ نہیں چھوئے گی مگرگنتی کے چند دن۔پوچھوکیا تم نے اللہ سے عہد لے لیا ہے پس اللہ اپنے عہد کی خلاف ورزی نہیں کرے گا یا تم اللہ پرایسی باتیں بنا کر کہتے ہوجو تم نہیں جانتے۔80 بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جس نے برائی کی اور اس کی برائی نے اس کا احاطہ کر لیا پس یہ لوگ آگ والے ہیں۔وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ 81 اور جولوگ کتاب اللہ کو مانتے ہیں اوراس کےمطابق صالح عمل کرتے ہیں یہی لوگ جنت والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ 2/82

قرآن کا فیصلہ ہمیشہ کیلئے جہنم، وہاں سے نکلنا نہیں۔اب بتائیں جہنم سےشفاعت سے نکلنے والا تصورکہاں سے آیا ہے۔

آیت بتا رہی ہے کہ یہ نظریہ اِن کی خودساختہ کتابوں کا پیدا کردہ ہے۔ یہ قرآن کا نظریہ نہیں ہے۔ شفاعت کا عقیدہ اللہ کے ہاں شرک ہے۔ آیت ملاحظہ فرمایئے۔ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ اور وہ اللہ کے سوا غلامی کرتے ہیں جو نہ اُن کو نقصان اور نہ اُن کو نفع دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے شفارشی ہیں۔ کہہ دو کیا تم اللہ کو شفیع کی خبر دو گے جس کو وہ آسمانوں اور زمین میں نہیں جانتا۔ (اگر ایسا ہوتا تو وہ اُس کا نام قرآن میں لکھ دیتا تم اُس کا نام بتاؤ 13/33) اُس کی ذات سبحان اور بہت بلند ہے شفاعت والے شرک سے جو وہ کرتے ہیں (6/51)۔ 10/18 قرآنی آیات کو دیکھ لیں اور روایات کو دیکھ لیں واضح طور پر دونوں کا نقطہ نظر ایک دوسرے کے خلاف ہے۔ پھر بھی بیّن آیات کے مقابلے میں غیر قرآنی کتابوں کو حرفِ آخر اور حجت قرار دیا جا رہا ہے۔ قرآن بے بس اور محکوم بنا کر مجرموں کے کٹہرے میں کھڑا کر دیا اور انسانوں کے ذہن سے تراشی ہوئی کتابوں کو قرآن پر قاضی اور حاکم بنا دیا ہے۔ یہ ظلم کم از کم ہم سے نہیں دیکھا جاتا اور نہ خاموش رہا جاتا ہے۔ اب جہنم سے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ عام دعوت دی جائے کہ قرآن کے نفاذ کے لئے سب سے پہلے اس کا علم حاصل کیا جائے۔ کیونکہ جہاد کی اولین شرط یہ ہے کہ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾ پس تو کافروں کی اطاعت نہ کر اور ان کافروں سے قرآن کے ذریعے بہت بڑا جہاد کر۔ 52 انبیاء کرام نے اولین کام قرآنِ حکیم کی تعلیم دی تھی۔ عام دعوت دی جائے کہ لوگ قرآن کی تعلیم حاصل کریں، قرآن کی حاکمیت کے لئے، قرآن کے نفاذ کے لئے، قرآنی تعلیم حاصل کرنے کیلئے جہاد کیا جائے۔ قرآن کی تعلیم ہر فرد اپنے اوپر فرض قرار دے لے اور معاشرے میں قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کا جہاد کیا جائے۔ غیر قرآنی رسم ورواج سے دور رہا جائے ورنہ قرآن سے دور ہو جاؤ گے۔ قرآن بتا تا ہے کہ انبیاء کی تعلیمات کی راہ میں ہمیشہ رکاوٹ ڈالنے کیلئے آباء واجداد کے نظریات اور رسم و رواج تھے۔ قرآن کی آیت ملاحظہ فرمایئے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ اور جب اِن کو کہا جاتا ہے کہ اِس کی اتباع کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم اتباع کریں گے اُس کی جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے۔ (23/24,5/104,7/28, 31/21,11/62,77/50,37/35) اگر چہ ان کے بڑے نہ عقل رکھتے اور نہ سیدھی راہ پاتے تھے۔ 2/170 قرآن کی روشن آیت آپ کے سامنے ہے کہ باپ دادا کی فہم و فراست وحی کی تعلیم کے مقابلے میں صفر ہے۔ وحی کے مقابلے میں بزرگوں کے رسم و رواج کی بلندی کا گمان انسانوں کے ایمان کو گھن کی طرح چاٹ جاتا ہے۔ اور لوگ کفرستان کی اندھیر نگری میں ایسے جا ڈوبتے ہیں کہ دوبارہ نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ قرآن کی تعلیم واضح ہے کہ تمہارے باپ دادا نہ عقل رکھتے اور نہ وہ ہدایت پر تھے۔ اللہ تعلیم دے رہا ہے کہ انسان اپنے باپ دادا کے رسم ورواج چھوڑ کر قرآن پر جمع ہو جائیں اور باپ دادا کی من گھڑت مذہبی داستانوں سے پیچھا چھوڑائیں جن کا وحی میں کوئی مقام نہیں ہے۔ باپ دادا کا تواتری دین کارِ رسالت میں ہمیشہ رکاوٹ رہا ہے۔ آج بھی تواتر قرآن کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ انبیاء کرام کی دعوت کا مقصد معاشرہ کے ہر فرد کو غیر اللہ کی غلامی سے آزاد کرانا اور پھر ہر فرد کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنا ہے۔ وڈیروں، جاگیرداروں، پیروں اور

مذہبی پیشواؤں کو یہ ہرگز پسند نہیں کہ اُن کے مرید اُن کی غلامی سے نکل جائیں اور علمِ وحی سے بہرہ مند ہو کر اُن کی غلامی کا طوق اُتار دیں اور ہماری بڑائیاں، سرداریاں اور چوہدراہٹیں پانی کا بلبلا بن کر رہ جائیں اور عیش وعشرت کے سب دروازے بند ہو جائیں اور ہمارا عوام میں امتیازی نشان باقی نہ رہے۔ بہر حال جب بھی نبی آئے اس قسم کے لوگوں نے اللہ کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی۔ آیاتِ قرآنی ملاحظہ فرمایئے۔ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾ اُس کی قوم کے متکبر سرداروں نے کمزور لوگوں سے کہا جو اِن میں سے ایمان لا چکے تھے۔ کیا واقعی تم جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ انہوں نے کہا بے شک ہم تو اُس پیغام کو ماننے والے ہیں جس کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہے۔ 75 متکبر لوگوں نے کہا ہم تو اُس پیغام کا انکار کرنے والے ہیں جس کو تم مانتے ہو۔ 7/76 (14/9,34/34,41/14,43/24)

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ پس اُس کی قوم میں سے کافروں کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صرف اپنی طرح کا ایک بشر سمجھتے ہیں۔ ہم نہیں دیکھتے کہ ہمارے گھٹیا سطحی رائے رکھنے والے لوگوں کے سوا کسی نے تیری اتباع کی ہو۔ اور ہم تمہیں اپنے مقابلے میں فضیلت والا بھی نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم تم سب کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ 27

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اور یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا پس اس نے کہا اے میری قوم! اللہ کے غلام بنو۔ تمہارا اُس کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے۔ کیا پھر بھی تم نافرمانی سے نہیں بچو گے؟ 23 پس اس کی قوم میں سے ان سرداروں نے کہا جنہوں نے ماننے سے انکار کیا تھا۔ نہیں ہے یہ مگر تمہاری طرح کا بشر ہے۔ تم پر برتری حاصل کرنا چاہتا۔ اور اگر اللہ چاہتا تو یقیناً وہ ملائکہ کو رسول بنا کر اُتارتا۔ ہم نے یہ بات اپنے پہلے بزرگوں سے کبھی نہیں سنی۔ 23/24

آیات نمبر 2/177,7/75,76,11/27,23/23,24 ذہن میں لائیں تو اندازہ ہو جائے کہ بڑے لوگوں نے انبیاء کی کہاں تک مخالفت کی اور چھوٹے لوگوں نے بڑوں کے پیچھے لگ کر آیات کا انکار کر دیا۔ لہٰذا اللہ کی آیات کا انکار کرنے والے دونوں فریق ظالم تھے۔ معلوم ہوا کہ قوم جب بھی وحی کی تعلیم سے بھٹک جاتی ہے تو انسانوں کا تراشہ ہوا مصنوعی دین وجود میں آتا ہے۔ اللہ کی حاکمیت کا تصور ناپید ہو جاتا ہے۔ انسان انسان کا غلام تو بن ہی جاتا ہے۔ انسان دوسری مخلوق کو بھی اپنا اِلٰـــہ بنا لیتا ہے۔ اس ماحول میں اللہ کا نبی اعلان کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی محکومیت اور غلامی نہیں ہے اور وہ غیر اللہ کی غلامی کو شرک قرار دیتا ہے۔ پہلے نبی سے لے کر آخری نبی تک تمام انبیاء کی دعوت کا مرکزی نقطہ یہی تھا۔ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اے میری قوم! اللہ کے غلام بنو۔ تمہارا اُس کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے۔ 7/59 اللہ نے تو اُمتِ مسلمہ کو یہی نعرہ دیا کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں۔ اُسی کی غلامی اختیار کی جائے۔ اب کسی بھی انسان کو یہ حق نہیں

ہے کہ وہ دوسرے انسان کو عزت وتکریم کے لحاظ سے اپنے سے کم تر خیال کرے۔ اور اُسے اپنا غلام خیال کرے۔ یہ ذہنیت کافرانہ ہے۔ انسانوں کی ذمہ داریاں تو الگ الگ ہوسکتی ہیں کیونکہ ہر انسان کی صلاحیت میں فرق ہوتا ہے۔ لیکن کسی انسان کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسرے انسان کی تذلیل وتحقیر کے درپے ہو اور خودساختہ قوانین کے ذریعے دوسرے انسانوں کو غلام بنائے۔ معاشرے میں جن لوگوں کو بڑائیاں حاصل تھیں وہ انبیاء کے مشن میں رکاوٹ تھے۔ صاحبِ اقتدار جماعت اور مذہبی پیشوائیت ہمیشہ سے اللہ کی آیات کے خلاف محاذ آرائی کرتی رہی ہے۔ حاکم صرف اللہ باقی محکوم ہوں۔ یہ نظریہ بڑوں کی دکھتی ہوئی رگ پر پاؤں رکھنے والی بات ہے۔ بڑے لوگ اس نظریہ کی مخالفت کر کے دراصل اپنی حاکمیت منوانے کے چکر میں ہوتے ہیں۔ قرآن انسان کو عزت و تکریم کے کس مقام پر پہنچانا چاہتا ہے آپ نے جان لیا۔ کام اور پیشے کی وجہ سے کوئی انسان گھٹیا یا بڑھیا نہیں ہوتا لیکن معاشرے میں یہی معیار ہے۔ لہٰذا موچی، جولاہا، کمہار اور مزارعے وغیرہ چھوٹی قومیں ہیں اور سید، راجپوت اور مغل وغیرہ اعلیٰ قومیں ہیں۔ گاؤں میں چلے جائیں تو چھوٹی قوم کے لوگ ان بڑی قوم کے لوگوں کے برابر بیٹھ نہیں سکتے اور یہ کمی لوگ تو صرف کام کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ضروریات زندگی سے محروم، بے علم اور بے علاج، نہ روٹی نہ کپڑا۔ دوسری طرف چوہدری صاحب، سردار صاحب اور مخدوم صاحب، جن کے کتوں کیلئے دودھ اور گوشت کے انبار دیکھ کر محروم انسان کا بچہ جب دودھ کی بوند کیلئے بلک رہا ہو تو وہ امیروں کے کتوں کو دیکھ کر شاید یہ خواہش کرے کہ کاش میں کسی امیر کا کتا ہی ہوتا۔ اللہ کی آیات کا انکار کرنے کی وجہ سے انسان کی تذلیل یہاں تک ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ قرآن کے انکار کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ امیرو غریب دونوں قرآن کا انکار کرنے والے ظالم ہیں۔

موجودہ مہذب معاشرے میں انسان کی تذلیل کہاں تک ہے قابلِ بیان نہیں۔ اتنے بدترین حالات کے بعد بھی اگر انسان قرآن سے دور ہے تو پھر یہ اللہ کے عذاب کا منتظر ہے۔ اس نے تدبر وتفکر سے کام لینا چھوڑ دیا ہے۔ ایسا انسان آزادی سے زیادہ غیراللہ کی غلامی پسند کرتا ہے۔ یہ رحمت سے زیادہ غضب پسند کرتا ہے۔ ذہنوں پر عدمِ تدبر کے قفل ہیں۔ یہ ذلت کو عزت اور عزت کو ذلت کہتا ہے۔ اب ہماری طرف سے حق پہنچ چکا ہے۔ اگر اب بھی قرآن کا راستہ اس قوم نے منتخب کر لیا ہے تو اقوامِ عالم کیلئے راہنمائی کا کام اسی قوم کے سپرد ہوگا۔ محروم انسان اپنے قدموں پر کھڑا ہوجائے گا۔ ظالموں کی حکمرانی ختم ہو جائے گی۔ اب رسولوں کی مخالفت کا راز آپ پر کھل گیا ہو گا کہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** ان پر بجلی بن کر گرتا تھا۔ وہ اس کلمہ کی مخالفت کیوں کرتے تھے۔ یہ کلمہ نہ تو ان کی حاکمیت کا قائل تھا اور نہ ہی ان کو غلاموں کی فوج رکھنے کی اجازت دیتا تھا۔ اس کلمہ کو مان لینے سے حاکمیت صرف اللہ کا حق قرار پاتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کی محکومی باطل قرار پاتا ہے۔ انبیاء بے داغ کردار کے مالک بھی اس کلمہ حق کی وجہ سے جادوزدہ، کاذب اور نہ جانے کیا کیا کہلوائے گئے اور محمد رسول اللہ کے لئے مکہ کی وادی کانٹوں کی سیج بن گئی تھی۔ قتل کے منصوبے بنائے گئے اور ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا اور اللہ کی نازل کردہ کتاب کے مقابلے میں قوم نے جو جواب دیا ملاحظہ فرمائیے۔

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ تَعَالَوۡا اِلٰى مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوۡلِ قَالُوۡا حَسۡبُنَا مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ شَيۡـئًا وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۰۴﴾ اور جب اِن کو کہا جاتا ہے آوَاِس طرف جو اللہ نے نازل کیا ہے۔یعنی قرآن کی طرف آوَ تو کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تو کافی ہے وہی جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا۔اگر چہ اُن کے بڑے نہ تو قرآن کے بارے علم رکھتے تھے۔اور نہ ہی وہ ہدایت پر تھے۔5/104 اندازہ لگا لیں کہ ماانزل اللہ کے مقابلے میں کس شے کو ترجیح دی جا رہی ہے؟ قرآن پیش کرکے دیکھ لیں صدیوں پرانے انسان اور آج کے جدید دور کے انسان میں ذرا بھر بھی فرق نہ پائیں گے۔قرآن کے مقابلے میں آج بھی یہ انسان باپ دادا کے رسم ورواج کا دلدادہ ہے۔اُمتِ مسلمہ خاص طور پر قرآن ماننے کے باوجود باپ دادا کے خلاف بات سننا گوارانہیں کرتی چاہے وہ قرآن ہی کیوں نہ ہو۔قرآن پر آج بھی غیرِ قرآن کو فوقیت حاصل ہے اور انسانی پستی کی وجہ بھی یہی ہے۔اب ایک ہی ہستی کو اپنا حاکم و مالک مان لینا۔سارے اختیارات ایک اللہ کے سپرد کرکے انسانون کو اُسی کی محکومیت اور غلامی اختیار کرنے کیلئے دعوت دینا کتنا مشکل کام ہے۔جس سے حاکم ومحکوم، امیروغریب، پیرومرید، آقا و غلام، مخدوم و خادم اوراونچ نیچ کی ساری تفریق ختم ہوجاتی ہےاور انسان عزت وتکریم کے لحاظ سے ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔

معاشرے کے وہ لوگ اس تعلیم کو کیسے مان سکتے ہیں جو صرف ایک قبر کے مجاور ہونے کی وجہ سے دوسرے انسانوں سے افضل ترین ہوگئے ہوں۔ان کی عزت وتکریم کا یہ حال ہے کہ انسانوں کا انبوہِ کثیر اپنی عزت اور مال و جان ان کے قدموں میں ڈالنا سعادت سمجھتا ہے۔ان کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے کیلئے قطار اندر قطار اپنی باری کا انتظار ہوتا ہے۔یہ خاص طبقہ انسانوں کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔اس خاص طبقے کا وقار عزت شہرت و روزگار عوام کی ذلت ومحرومی میں ہے۔ مزدور اور کسان اپنے استحصال کا ذمہ دار خود ہے۔کیونکہ جب قرآن مزدور اور کسان کے سامنے بھی پیش کیا جاتا ہے وہ بھی اس کا انکار کرتا ہےاور وہ بھی ایک اللہ کی حاکمیت کا انکار کر دیتا ہے۔امیروغریب اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں لہٰذا دونوں ظالم ہیں۔اب اس بگڑے ہوئے ماحول میں دعوت کا آغاز صرف اسی نقطہ سے ہونا چاہیے کہ حاکمیت و اقتدار صرف اللہ کا ہے۔باقی سب اس کے محکوم اور غلام ہیں۔اللہ واحد کی حاکمیت کا دشمن انسانوں کا روایتی ورسمی خود ساختہ دین ہے۔یہ ظالموں کا تیار کیا ہوا ایسا جال ہے جس کو معاشرے میں مقدس حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔اب انسان غلامی، ذلت اور محرومی ہر شے برداشت کرنے کیلئے تیار ہے مگر اس جال سے نکلنے کیلئے تیار نہیں ہے۔جب انسان اس روایتی و رسمی دین سے نکل کر وحی کردہ دین پر آ گیا تو یہ پستیوں سے نکل کر بلندیوں کی طرف آ جائے گا۔روایات کے تقدس میں پھنسا ہوا انسان قرآنِ حکیم کی طرف کیسے آئے گا؟ جب انسان نے خود ہی روایات کو قرآن سے زیادہ مقدس بنا دیا ہےاور روایات کا منکر ہمارے معاشرے میں کافر سمجھا جاتا ہے۔

اے لوگو! قرآن کے دشمن انسان کے دشمن ہیں۔ان کو پہچانو اور پورے عالم میں نہایت خلوص اور غمگساری سے اللہ کی حاکمیت پیش کریں۔اللہ کی کتاب کو حق و باطل کا معیار بنا لیں۔جو بات اس حکمت والی کتاب کے مطابق سچائی کے درجے تک

پہنچ جائے اُسے مان لیں اوراس پرعمل کریں۔اسے اپنے ایمان کا جزو بنا لیں۔افسوس ہے کہ قرآن کو انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کے تابع کر دیا گیا ہے۔قرآن کے معنی اور مفہوم میں تبدیلی کر کے روایات کو زندہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔جس کا نتیجہ قرآن کو پس پشت ڈالنا ہے۔غیرِ قرآن کو اسلام بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔جس سے قرآن کے نظریات و اعمال کو بنی نوع انسان سے اوجھل کر دیا گیا ہے۔آؤ مل کر قرآن کی تعلیم سے اللہ کی منشاء معلوم کریں اور اپنے اصل دین کی طرف لوٹ آئیں۔ورنہ حالات قابو سے باہر ہوجائیں گے پھر عذاب سے چھٹکارا ممکن نہیں ہو گا۔

اعلانِ عام ہے کہ آؤ صرف ایک نقطہ فقط اللہ کی حاکمیت پر جمع ہو جائیں اور فرقہ فرقہ ہونے سے بچ جائیں۔ ماضی کی قوموں سے عبرت حاصل کریں۔آباءواجداد کا رسمی دین اختیار کر کے قرآن کا انکار کرنے والی قوم نہ بن جائیں۔بزرگوں کے قول وفعل پر دین کی بنیاد نہ رکھیں۔ہم شخصیات کی بنیاد پر فرقوں کو جنم نہ دیں۔ماضی کے انسانوں کے بارے ہم سے سوال نہیں کیا جائے گا کہ انہوں نے کیا کیا تھا۔**تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَلَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾** یہ مذکورہ گروہ جو ماضی میں گزر چکا ہے اِن کے لیے صرف وہی صلہ ہو گا جو وہ کام کر گئے اور تمہارے لیے وہی صلہ ہوگا جو تم نے کیا اور تم سے کوئی پوچھ نہیں کی جائے گی اِن کے بارے جو وہ (گزرے ہوئے لوگ) کام کر گئے تھے۔ **2/134** ہمارے پاس اللہ کا نازل کردہ قرآن ہے اپنی زندگیوں میں قرآن نافذ کر کے دوسروں تک قرآن پہنچانے کی ذمہ داری ادا کریں۔ قرآن کے بارے پوچھ ہوگی **43/44** آؤ اس قرآن کو پورے عالم میں پھیلا کر انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے آئیں۔**وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾** یقیناً شیاطین تو اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں تا کہ وہ تم (قرآن والوں) سے جھگڑیں۔اگر تم (قرآن والوں) نے اُن کی اطاعت کر لی تو یقیناً تم بھی مشرک ہو۔ **121** بھلا وہ شخص جو مُردہ تھا پھر ہم نے اُسے شعوری زندگی عطا کی اور اُس کیلئے ہم نے نور یعنی کتاب مقرر کی وہ اُسی کے ساتھ لوگوں میں چلتا ہے وہ اُس شخص جیسا ہوسکتا ہے جو اندھیروں میں رہتا ہو اور اس میں سے نکلنے والا نہ ہو(39/9)۔ اسی طرح خوشنما بنا دیا ہے کافروں کیلئے اُن کی خواہشات جس پر وہ عمل کرتے ہیں(6/43,7/176)۔ **6/122**

قرآن دنیا اور آخرت میں فوز و فلاح کی ضمانت دیتا ہے۔یہ ضمانت صرف اُن لوگوں کیلئے ہے جو اللہ کی حاکمیت میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔کتاب اللہ کی تبلیغ وتنفیذ کیلئے اپنی جان و مال خرچ کرتے ہیں۔قرآن کی حاکمیت کے خلاف کسی شخصیت کا وقار اُن کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔وہ شخصیات کا جھنڈا اُٹھانے والوں سے بے زار ہوتے ہیں۔کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ شخصیات پرستی ہی اُن کو دن بدن قرآن سے الگ کردے گی۔شخصیات کی بجائے قرآن کے نظریات و اعمال کو اپنانا جوانمردوں کا کام ہے۔یہ یقینی بات ہے کہ قرآن ہی انسانوں کے دکھوں کا حل پیش کرتا ہے۔قرآن کے علاوہ کوئی ضابطہ انسانوں کے دکھوں کا حل نہیں ہے۔اس لئے ہر مسلم کے لئے ضروری ہے کہ اُسے علم ہو کہ اُس پر صرف قرآن ہی فرض

ہے اورکوئی غیر قرآنی قدر انسان پر فرض نہیں ہے۔اِنَّ الَّذِیۡ فَرَضَ عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلۡ رَّبِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَنۡ جَآءَ بِالۡہُدٰی وَ مَنۡ ہُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۸۵﴾ بے شک جس ہستی نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے۔یقیناً وہ تجھے جوابدہی کے مقامِ آخرت کی طرف لوٹانے والا ہے۔کہہ دو میرا رب خوب جانتا ہے۔اُس کو جو ہدایت کے ساتھ آیا ہے اور اُس کو بھی جو واضح گمراہی میں ہے۔28/85 دوسرے مقام پر فرمایا ملاحظہ فرمایئے اِتَّبِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکُمۡ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ لَا تَتَّبِعُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۳﴾ لوگو! اتباع کرو اس کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔اور تم اس قرآن کے سوا اولیاء کی اتباع نہ کرو۔کم لوگ ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں۔7/3 اتنی واضح آیات کے بعد اگر قرآن کو چھوڑ کر غیرِ قرآن کی اتباع میں جانیں دیں جا رہی ہیں تو پھر اللہ کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔اللہ نے تو ہماری راہنمائی کے لئے جو بندوبست کیا ہے اُس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ اب ہماری اپنی مرضی ہے کہ اللہ کی صاف بیّن آیات کا انکار کرتے چلے جائیں اور اندھیروں میں ڈوبتے چلے جائیں یا قرآن کی اتباع میں اندھیروں سے نکل کر نور کی طرف آ جائیں۔اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اَوۡلِیٰٓـُٔہُمُ الطَّاغُوۡتُ ۙ یُخۡرِجُوۡنَہُمۡ مِّنَ النُّوۡرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۲۵۷﴾ اللہ کی مومنوں کی سرپرستی کرتا ہے۔وہ اِن کو غیر قرآنی کتابوں کے اندھیروں سے نکال کر نورِ کتاب کی طرف لاتا ہے اور جو کافر ہیں اِن کی سرپرستی طاغوت کرتا ہے۔وہ اِن کو قرآنِ حکیم سے نکال کر غیر اللہ کی کتابوں کے اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔یہی لوگ آگ کی طرف دعوت دینے والے لوگ ہیں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔257

یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ قَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلُنَا یُبَیِّنُ لَکُمۡ کَثِیۡرًا مِّمَّا کُنۡتُمۡ تُخۡفُوۡنَ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ یَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ۬ؕ قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۵﴾ اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارا آخری رسول (5/19) آ چکا ہے جو تمہارے سامنے بہت سی کتاب کی باتیں کھول کر بیان کر رہا ہے جو تم چھپا رہے ہو۔اور کثرت سے وہ عافیت دے رہا ہے۔یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نورِ ہدایت یعنی واضح قرآن آ چکا ہے 5/15 نور یعنی واضح کتاب۔یہاں نور اور کتاب کے درمیان واوٌ تفسیری ہے جس کا معنی یعنی ہے۔نور کی تفسیر کتابِ مبین ہے۔گویا کہ نور اور کتابِ مبین ایک ہی چیز ہے یَّہۡدِیۡ بِہِ اللّٰہُ 5/16 میں ہٖ ضمیرِ واحد واوٌ تفسیری کا قرینہ ہے کہ اللہ صرف ایک ہی چیز سے ہدایت دیتا ہے اور دیتا رہے گا۔مشاہدہ عالم بھی گواہ ہے کہ نور کتابِ مبین ہے کیونکہ انبیاء اور مبلغین آتے ہیں اور فوت ہو جاتے ہیں۔ان کے بعد صرف کتاب ہی رہ جاتی ہے جو انسانوں کے لئے حجت اور راہنما ہوتی ہے۔اس کے علاوہ بھی اللہ نے کتاب کو نور فرمایا۔ان میں سے چند آیات یہ ہیں۔7/157,5/44,46 ,64/8,42/52,39/22,24/35,6/91,122,4/174 اللہ فرماتے ہیں کہ نور نازل کیا گیا ہے۔ یہ میں ملاحظہ فرمایئے۔ عربی صرف و نحو کے نقطہ کو چھوڑ بھی دیں تو مشاہدے کی شہادت کہاں لے جائیں گے۔ اس وقت لاریب ہدایت ہمارے پاس سوائے قرآن کے اور کیا ہے۔لاریب شخصیت جس پر ڈائریکٹ نزولِ قرآن ہوا

تھا وہ تو ہم میں موجود نہیں ہے۔اب صرف پیغامِ وحی 6/19 کی رُو سے قرآن ہی ہمارے پاس موجود ہے۔لہٰذا یہاں نور کتاب ہے اورکوئی دوسری شے مرادنہیں ہے۔قرآن کو نورِ واحد کہہ کراس کو ہدایت کا سرچشمہ قرار دینا گویا اللہ کی منشاء یہ ہے کہ ظلمات تو بہت ہیں جن میں تم بھٹک رہے ہو ہدایت کیلئے صرف کتابِ واحد ہےاور اسے نور کہہ کر اللہ نے یہ واضح کردیاہے۔نورکو دیکھنے اورسمجھنے کیلئے مزید دوسرے نورکی ضرورت نہیں ہوتی۔قرآن ہدیت کیلئے واحد نورہے لہٰذایہ کسی دوسرے نورکا محتاج نہیں ہے بلکہ اس کے علاوہ کہیں نورنہیں اور دوسری کتابوں کوظلمات قراردیا گیا ہے۔ اب خود سوچیں قرآن کوسمجھنے کے لئے غیرِ قرآن کو تشریح اورتفصیل کے لئے پیش کرنا کہ اس کے بغیر قرآن سمجھ نہیں آتا قرآن کےنور ہونے کی حیثیت کو چیلنج کرنے والی بات ہے۔ظلمات سےنورکو سمجھنے والی بات ہے یاآنکھیں بندکرکے سورج کو تلاش کرنے والی بات ہے ورنہ گھر میں ایک روشن بلب کو دیکھنے کے لئےکبھی بھی دوسرے بلب کی ضرورت نہیں پڑی۔لہٰذا نور اپنی دلیل آپ ہوتا ہےاُسے اپنے آپ کو نور ثابت کرنے کے لئےکسی خارجی دلیل اور سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔فرمایا اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ وَ لَوۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ غَیۡرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوۡا فِیۡہِ اخۡتِلَافًا کَثِیۡرًا ﴿۸۲﴾ کیا پھر وہ قرآن پر تدبّر نہیں کرتے کہ اگر یہ قرآن غیراللہ کی طرف سے ہوتا تو یقیناً وہ اِس میں بہت اختلاف پاتے۔4/82 معلوم ہواکہ قرآن اللہ کی کتاب ہے یہ نور ہے۔یہ کسی خارجی دلیل کی محتاج نہیں ہے۔یہ اپنی دلیل آپ ہے۔تضاد سے پاک ہونا بھی اللہ کی کتاب ہونے کی دلیل ہے۔قرآن میں تضاد،اللہ کی کتاب نہ ہونے کی دلیل ہے۔اللہ نے اپنی کتاب ہونے کا یہ ثبوت دیاہے کہ اس میں تضاد نہیں ہے۔لہٰذا قرآن کے معنی اورمفہوم میں جہاں کہیں تضاد نظرآئے ہمیں اپنی کم علمی اورجہالت کا احساس ہوناچاہیے اور مزید غوروفکر کرکے اس کےدرست معنی اورمفہوم تک پہنچنا چاہیے۔اب بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ وحی کی روشن تعلیم کے خلاف معاشرے کے افرادکیوں سینہ تان کرکھڑے ہوجاتے ہیں۔ آباء پرستی، پیٹ پرستی، مفاد پرستی، خواہش پرستی، روایت پرستی اورنہ جانے کون کون سی پرستیاں اِن کو اللہ کی کتاب سے دورکئے ہوہیں۔مَا لَکُمۡ لَا تَرۡجُوۡنَ لِلّٰہِ وَقَارًا ﴿ۚ۱۳﴾ تمہیں کیا ہوگیا کہ تم اللہ کیلئےکسی عزت و وقار کی امید نہیں رکھتے ۔71/13اب تمام پرستیوں کو چھوڑکر اللہ کے وقارکے لئے جینا مرنا ہو گا اگرچہ قرآن پرچلنے کے لئے اُسےاس معاشرے میں اکیلے ہی میدان میں نکلنا پڑے۔ وحی کی اتباع کرتے وقت دیکھنا کہیں باطل کی کثرت سے دھوکہ نہ کھا جانا۔ہمیشہ حق پیش کرنے والاشروع میں اکیلا ہی ہوتاہے۔بعض اوقات تو اکیلا ہی رہتاہے اور اللہ کو بستی غرق کرنی پڑتی ہے۔کافروں کی کثرت تو نبی کو بھی یہی کہتی رہی ہے۔فَقَالُوۡۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلۡقِیَ الذِّکۡرُ عَلَیۡہِ مِنۡۢ بَیۡنِنَا بَلۡ ہُوَ کَذَّابٌ اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَیَعۡلَمُوۡنَ غَدًا مَّنِ الۡکَذَّابُ الۡاَشِرُ ﴿۲۶﴾ پس انہوں نے کہہ دیا کیا ہم میں سے صرف یہ ایک آدمی ہےجس کی ہم اتباع کریں گے بےشک اس وقت ہم گمراہی اور دیوانگی میں ہونگے۔24 کیا ہم میں سے صرف اسی پرقرآن نازل کیا گیاہے ایسی کوئی بات نہیں بلکہ یہ شخص بڑا جھوٹا شرارتی ہے۔ 25وہ آئندہ جان لیں گے کہ کون جھوٹا شرارتی ہے۔54/26

قرآن کا پیغام ہے یَتَدَبَّرُوْن تدبر کرنا، غوروفکر کرنا اور عقل سے کام لینا۔ یَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ وہ پلید قرار دیتا ہے اُن کو جو عقل سے کام نہیں لیتے یعنی وحی کی اتباع نہیں کرتے (6/125)۔10/100 جب بھی لوگوں کے سامنے ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو قرآن اُن کی کیفیت بتاتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔ وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ ج وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِہٖٓ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ اور جب اللہ کا اُس کی یکتا حاکمیت کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے ذہن کام کرنا بند کر دیتے ہیں جو آخرت کو نہیں مانتے ہیں۔ جب اُس کے سوا حاکموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔39/45 وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ وَّجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَکِنَّۃً اَنْ یَّفْقَھُوْہُ وَفِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْرًا ط وَ اِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَہٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِھِمْ نُفُوْرًا ۝ اور جب بھی تُو نے قرآن پڑھ کر سنایا تو ہم نے تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو نہیں مانتے ایک پوشیدہ پردہ حائل پایا۔45 اور ہم نے ان کے ذہنوں پر ایک غلاف چڑھا پایا وہ اس قرآن کو نہیں سمجھتے کیونکہ ان کے کانوں میں وقار کا بہرہ پن ہے اور جب تُو اپنے رب کا قرآن میں اس کی یکتائی کے حوالے سے ذکر کرتا ہے تو وہ اپنی پیٹھیں موڑ کر نفرت سے چل دیتے ہیں۔17/46

مذکورہ آیاتِ قرآنی سے قرآن کے انکاریوں کے رویے کا پتہ چلتا ہے کہ وہ دعوتِ قرآن سے کتنے الرجک ہیں۔ جب تک من دونہٖ پیش نہ کیا جائے اُنہیں صرف ایک اللہ کی بات پسند نہیں ہے۔ جب کہ قرآن نے دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ دعوت صرف قرآن کی دو۔ آیات ملاحظہ فرمایئے۔ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً ط قُلِ اللّٰہُ قلے شَھِیْدٌۢ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُم قف وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ط اَئِنَّکُمْ لَتَشْھَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اٰلِھَۃً اُخْرٰی ط قُلْ لَّآ اَشْھَدُ ج قُلْ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۝ ان سے پوچھو کون بڑا ہے ازروئے شہادت۔ کہہ دو اللہ بڑا ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اور جس کو یہ پہنچے تمہیں اسی کے ساتھ متنبہ کرے (46/9)۔ کیا یقیناً تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ ہیں۔ کہہ دو میں گواہی نہیں دیتا ہوں۔ کہہ دو یقیناً وہ یکتا معبود ہے۔ یقیناً میں بیزار ہوں اِس سے جو تم شریک بناتے ہو۔6/19 نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْھِمْ بِجَبَّارٍ قف فَذَکِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝ ہم خوب جانتے ہیں اُسے جو وہ کہہ رہے ہیں اور تُم اِن سے جبراً بات منوانے والے نہیں ہو۔ پس قرآن کے ذریعے نصیحت کر اُسے جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔50/45 اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ط قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْھُدٰی وَ مَنْ ھُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ بے شک جس ہستی نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے۔ یقیناً وہ تجھے جوابدہی کے مقامِ آخرت کی طرف لوٹانے والا ہے۔ کہہ دو میرا رب خوب جانتا ہے۔ اُس کو جو ہدایت کے ساتھ آیا ہے اور اُس کو بھی جو واضح گمراہی میں ہے۔28/85

جب بھی لوگوں کے سامنے ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو قرآن اُن کی کیفیت بتاتا ہے ملاحظہ فرمایئے۔ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ اور جب اللہ کا اُس کی یکتا حاکمیت کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے ذہن کام کرنا بند کر دیتے ہیں جو آخرت کو نہیں مانتے ہیں۔ جب اُس کے سوا حاکموں کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ 39/45 وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ اور جب بھی تُو نے قرآن پڑھ کر سنایا تو ہم نے تیرے اور ان لوگوں کے درمیان جو آخرت کو نہیں مانتے ایک پوشیدہ پردہ حائل پایا۔ 45 اور ہم نے ان کے ذہنوں پر ایک غلاف چڑھا پایا وہ اس قرآن کو نہیں سمجھتے کیونکہ ان کے کانوں میں وقار کا بہرہ پن ہے اور جب تُو اپنے رب کا قرآن میں اس کی یکتائی کے حوالے سے ذکر کرتا ہے تو وہ اپنی پیٹھیں موڑ کر نفرت سے چل دیتے ہیں۔ 17/46

مذکورہ آیاتِ قرآنی سے قرآن کے انکاریوں کے رویے کا پتہ چلتا ہے کہ وہ دعوتِ قرآن سے کتنے الرجک ہیں۔ جب تک من دونہٖ پیش نہ کیا جائے اُنہیں صرف ایک اللہ کی بات پسند نہیں ہے۔ جب کہ قرآن نے دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ دعوت صرف قرآن کی دو۔ آیات ملاحظہ فرمایئے۔ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ڐ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰي ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ ان سے پوچھو کون بڑا ہے ازروئے شہادت۔ کہہ دو اللہ بڑا ہے۔ میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہ ہے اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اور جس کو یہ پہنچے تمہیں اسی کے ساتھ متنبہ کرے (46/9)۔ کیا یقیناً تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ ہیں۔ کہہ دو میں گواہی نہیں دیتا ہوں۔ کہہ دو یقیناً وہ یکتا معبود ہے۔ یقیناً میں بیزار ہوں اِس سے جو تم شریک بناتے ہو۔ 6/19 نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ ہم خوب جانتے ہیں اُسے جو وہ کہہ رہے ہیں اور تُم اِن سے جبراً بات منوانے والے نہیں ہو۔ پس قرآن کے ذریعے نصیحت کر اُسے جو میری وعید سے ڈرتا ہو۔ 50/45 اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ بے شک جس ہستی نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے۔ یقیناً وہ تجھے جوابدہی کے مقامِ آخرت کی طرف لوٹانے والا ہے۔ کہہ دو میرا رب خوب جانتا ہے۔ اُس کو جو ہدایت کے ساتھ آیا ہے اور اُس کو بھی جو واضح گمراہی میں ہے۔ 28/85 مذکورہ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں ہے جس سے انذار کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اِن واضح آیات کی موجودگی میں قرآن کے ساتھ روایتی قصے کہانیاں جوڑنا سراسر ظلم اور ناانصافی ہے۔ قرآن کو غیر قرآن کا محتاج بنانا اللہ کی منشاء کے خلاف ہے۔ پھر انبیاء اور بزرگوں سے تعلق ثابت کر کے بغیر عمل کے جنت کے سرٹیفکیٹ لئے بیٹھے ہیں۔ جب کہ قرآن ہر آدمی کو اُس کے اعمال کا جوابدہ ٹھہراتا ہے۔

آیاتِ کریمہ ملاحظہ فرمایئے۔ قُلۡ اَتُحَآجُّوۡنَنَا فِی اللّٰہِ وَھُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمۡ ۚ وَلَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَکُمۡ اَعۡمَالُکُمۡ ۚ وَنَحۡنُ لَہٗ مُخۡلِصُوۡنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰھٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ کَانُوۡا ھُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی ؕ قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰہُ ؕ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ کَتَمَ شَھَادَۃً عِنۡدَہٗ مِنَ اللّٰہِ ؕ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلۡکَ اُمَّۃٌ قَدۡ خَلَتۡ ۚ لَھَا مَا کَسَبَتۡ وَلَکُمۡ مَّا کَسَبۡتُمۡ ۚ وَلَا تُسۡـَٔلُوۡنَ عَمَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۱﴾ اِن سے پوچھ کیا تم اللہ کے بارے حجت بازی کرتے ہو حالانکہ وہی ہمارا اور تمہارا رب ہے بہرحال ہم کو ہمارے اور تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ اور ہم تو صرف اُسی کے لیے خالص عمل کرنے والے ہیں۔139 کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ یقیناً ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد وہ یہودی یا عیسائی تھے۔ان سے پوچھو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ۔حقیقت یہی ہے کہ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو اِس گواہی کو چھپاتا ہے جو اُس کے پاس اللہ کی طرف سے ہے۔یقیناً اللہ بے خبر نہیں اس سے جو وہ عمل کرتے ہیں۔ 140 مذکورہ انبیاء ماضی میں گزری ہوئی جماعت ہے ان کے لیے صلہ ہے جو انہوں نے کام کیے اور تمہارے لیے اُس کا صلہ ہو گا جو تم نے کام کیا اور تم سے ان کے بارے سوال نہ ہو گا جو وہ کام کرتے رہے تھے۔2/141

یہودیوں اور نصاریٰ کا یہ کہنا کہ ابراہیم سلام' علیہ یہودی یا نصاریٰ تھے بالکل غلط ہے۔ وہ مسلم تھے۔آیت ملاحظہ فرمایئے۔وَجَاھِدُوۡا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ؕ ھُوَ اجۡتَبٰىکُمۡ وَمَا جَعَلَ عَلَیۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ مِنۡ حَرَجٍ ؕ مِلَّۃَ اَبِیۡکُمۡ اِبۡرٰھِیۡمَ ؕ ھُوَ سَمّٰىکُمُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ۬ۙ مِنۡ قَبۡلُ وَفِیۡ ھٰذَا لِیَکُوۡنَ الرَّسُوۡلُ شَھِیۡدًا عَلَیۡکُمۡ وَتَکُوۡنُوۡا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ۚۖ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاعۡتَصِمُوۡا بِاللّٰہِ ؕ ھُوَ مَوۡلٰىکُمۡ ۚ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَنِعۡمَ النَّصِیۡرُ ﴿۷۸﴾ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ اُس کی راہ میں جہاد کرنے کا حق ہے اُس نے تمہیں اس کام کیلئے چُن لیا ہے اور تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی یہ تمہارے آباء ابراہیم کا دین ہے۔اُس نے تمہارا نام پہلے بھی مسلمین رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی۔اس لئے یہ قرآن(65/10,11) تم پر گواہ ہے اور تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ(کہ یہی پیغامِ وحی حق ہے) پھر تم یہ فرض منصبی قائم کرو اور لوگوں کا تعلیمِ قرآن سے تزکیہ نفس کرو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑو(بذریعہ قرآن 3/103)۔ وہی تمہارا مولا ہے پس بہترین مولا ہے اور بہترین مددگار ہے۔78

مذکورہ آیات پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔جس کو ہم سرسری نظر سے دیکھتے ہیں۔آیت کا قابلِ غور نقطہ یہ ہے کہ بُرے لوگوں کا اچھے لوگوں سے تعلق داری یا حسب نسب کا رشتہ، اِن کو مستقبل کی خوش گواریوں کی ضمانت نہیں دیتا۔لہٰذا بدکردار لوگ انبیاء اور صالحین سے اپنا تعلق ثابت کر کے جنت میں نہیں جا سکتے۔یہ تو ایک اُمت تھی جو گزر چکی ہے۔ اُن کے اعمال تمہارے کام نہیں آئیں گے۔تم سے تمہارے اعمال کے بارے پوچھا جائے گا۔تم اپنے عملوں کے محاسبے کی تیاری کرو۔اب غیر قرآنی مواد اور معلومات اکٹھی کر کے اپنے عالم ہونے کا ثبوت مہیا کرنا اور اپنی عمریں اس تاریخ کی کھوج میں لگا دینا فضول ہے کیونکہ یہ ہمارے ٹیسٹ کا نصاب نہیں ہے۔ہمارے ٹیسٹ کا نصاب

قرآن ہے۔قرآن کے بارے پوچھ ہو گی۔لہٰذا ایک ٹیسٹ بک کی حیثیت سے ہمیں قرآن کی تعلیم پر زور دینا چاہیے۔اس سے راہنمائی حاصل کرنا فرض ہے۔کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا، قرآن سے پوچھنا چاہیے۔ قرآن کے علاوہ غیرمتبدل قوانین کی کوئی کتاب اُمتِ مسلمہ کے نصاب میں نہیں ہے۔جس کے بارے اللہ کے ہاں انسان کی کوئی مسئولیت ہو۔یہ پوچھ گچھ رسول کی ہے اورجس قوم کی طرف رسول آئے اُس کی بھی ہے۔آیتِ کریمہ ملاحظہ فرمایئے۔فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ پس ہم ضرور پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور رسولوں سے بھی پوچھیں گے۔6 پھر ہم اِن کے بارے پورے علم کے ساتھ بیان کریں گے کیونکہ ہم کسی وقت بھی غیرحاضر نہ تھے۔7/7 فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ ۝ پس تُو مضبوطی سے پکڑے رکھ(31/22) اُسے جو تیری طرف وحی کیا گیا ہے۔ یقیناً تُو سیدھے راستے پر ہے۔43اور یقیناً یہ تیرے اور تیری قوم کے لئے نصیحت ہے۔اور تم سب سے اس کے بارے پوچھا جائے گا(16/93,17/36,102/8)۔44 قرآن کی ان آیات سے بات اب بالکل صاف ہو گئی ہے کہ سب انسانوں کی مسئولیت اس قرآن کے بارے ہے لہٰذا اس کا علم حاصل کرنا اور اس پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔کیونکہ اسی کے بارے پوچھا جائے گا۔قرآن ہی ہماری ٹیکسٹ بک ہے جس میں سے ہمارا ٹیسٹ ہے۔ذرا عقل سے کام لیں کہ کوئی شخص ایسی کتابوں کا علم حاصل کرنا شروع کردے جس کا ٹیسٹ سے تعلق ہی نہ ہو اورآؤٹ آف کورس ہوں۔کیا یہ ٹیسٹ میں فیل ہونے والی بات نہیں ہے۔کیا یہ ناکامی کا بیّن ثبوت نہیں ہے۔لہٰذا اب ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم خود بھی اورسارے انسانوں کو بھی قرآن کی طرف آنے کی بڑی شدت سے دعوت دیں۔کہ ہماری ٹیسٹ بک صرف اورصرف قرآن ہے۔اس کے علاوہ اور کوئی کتاب ہمارے نصاب کی نہیں ہے جس کا ہم نے اللہ کے جواب دینا ہے۔ لہٰذا ہماری ساری کی ساری کوشش اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہے کہ سارے انسان غیروحی سے ہٹ کر قرآن کے تابع ہوجائیں ورنہ آخرت میں رسول بھی کہہ اُٹھے گا۔وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ۝ اوراس دن رسول کہہ دے گا کہ اے میرے رب! بےشک میری قوم نے تواس قرآن کو چھوڑرکھا تھا۔30 مَهْجُوْرًا کا مفہوم آپ صفحہ نمبر10 میں پڑھ چکے ہیں آیات نمبرز7/6,43/43,44 سے تو ثابت ہوچکا ہے کہ قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب کے بارے نہیں پوچھا جائے گا۔قرآن ہی ہمارے لئے علم اورعمل کا مرکز ہے۔جو عمل قرآن سے ثابت نہیں اس کی کوئی پوچھ نہیں ہے۔اے لوگو یہ بات محتاجِ بیان نہیں ہے کہ قرآن مکمل ضابطہ حیات ہے۔اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ میں نے تمہارے دین کو اس دور میں تمہارے لئے مکمّل کر دیا ہے۔اور میں نے تمہارے اوپر اپنی نعمتِ قرآن پوری کر دی ہے۔اور میں نے تمہارے لئے اِس دین پر عمل کرنا پسند کیا ہے۔ قرآن کو مکمل ضابطہ حیات کہنے کے بعد یہ بات اس دعوٰی کے

خلاف ہے کہ یہ قرآن تفصیل و تشریح کیلئے محتاج الی الغیر ہے۔لیکن یہ بات قابلِ افسوس ہے حیرت ناک بھی کہ اس دعوٰی کو ماننے والوں نے سب سے بڑا ظلم کیا ہے اورکتاب اللہ کے بارے یہ نظریہ عام کر دیا ہے کہ یہ مجمل ہے، غیر مفصّل ہے۔قرآنِ مبین کتبِ روایات کی تشریح اورتفصیل کے بغیر نامکمل ہے۔قرآن ماننے والوں کو یہ بات ورطہء حیرت میں ڈال دیتی ہے کہ قرآن اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔قرآن ماننے والوں کے لئے میری درد مندانہ اپیل ہے کہ اگر قرآن اپنے مفصل اورمفسر ہونے کا اعلان کر دے تو پھرآپ کوکسی مفتی اور علامہ دہرکی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہی قرآن کے خلاف کسی فتوٰی کی کوئی اہمیت ہے۔آیئے اب کتاب اللہ کے مفصّل اورمفسرہونے کے دلائل قرآن سے ملاحظہ فرمایئے۔

اَ فَغَيْرَاللّٰهِ اَبْتَغِىْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِىْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕوَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ (ان سے پوچھو) کیا میں اللہ کے سواحکم تلاش کروں؟(39/64) حالانکہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف تفصیل شدہ کتاب نازل کی ہے۔جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو جانتے ہیں کہ یقیناً یہ تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل شدہ ہے۔پس توہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔114 اور تیرے رب کا قرآن صدق و عدل کے لحاظ سے کامل کتاب ہے۔ اُسکے قوانین کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔اور وہ سمیع ہے علیم ہے۔6/115

وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ یقیناً ہم نے اِن کو ایک کتاب دی جس کی ہم نے علم کی بنیاد پرتفصیل کی تھی۔ یہ راہنمائی اور رحمت تھی اُن کیلئے جوکتاب کو مفصّل مانتے تھے۔7/52

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اور یہ قرآن کسی غیر اللہ کا افترٰی کیا ہوانہیں ہے۔بلکہ یہ تصدیق کرتا ہے اُس وحی کی جو اس سے پہلے تھی یہ اس کتاب کی تفصیل بھی ہے جس میں کوئی شک نہیں جورب العالمین کی طرف سے ہے۔10/37 وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ ۛ كَذٰلِكَ ۚ ۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ اورکافر اعتراض کرتے ہیں کہ اس پر یہ قرآن مختصر مجمل شکل میں کیوں نہیں نازل کیا گیا۔جیسا کہ مذکورہ اعتراض ہے ایسا اسلیئے نہیں کیا تا کہ ہم اس کی تفسیر کے ساتھ تیرے دل کوتثبیت عطا کریں اورہم نے اسے بڑے ہی احسن انداز میں مرتب کیا ہے۔32 اور وہ تیرے پاس اس کی مثل کتاب نہیں لا سکتے مگر ہم ہی تیرے پاس قرآن کو بہترین تفسیر کے ساتھ لائے ہیں۔25/33

مذکورہ بالا آیات سے قرآن کی مفصّل اورمفسّر حیثیت واضح ہوتی ہے۔انسانوں کی طرف سے پھر بھی یہ اعلان ہوکہ یہ مفصل نہیں ہے۔ بتائیں یہ قرآن ماننا ہے یا انکار ہے۔اب ہرانسان اپنے گریبان میں جھانک کر فیصلہ کرے کہ وہ کن لوگوں میں شامل ہے۔قرآن ہزار بار اپنے آپ کو مفصّل اور مفسّر کہہ دے۔ہم نے اسے مجمل اور غیر مفصّل ہی ماننا ہے چاہے ہمارے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہوکیونکہ اس میں ہمارے بڑوں کے رسم ورواج نہیں ہیں۔

اگر قرآن کو مفصّل اور مفسّر نہ ماننے کی ضد ہے تو پھر ضد کرنے والوں کے لئے ہدایت کے راستے بند ہو چکے ہیں۔اس موضوع پر مزید آیات ملاحظہ فرمایئے۔

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ الرٰ۔ یہ کتاب ہے جس کی آیات محکم کر دیں ہیں۔ پھر حکیم وخبیر کی طرف سے تفصیل کر دی گئی ہے۔11/1 (6/114,7/52,10/37) يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ وہی ہر کام کی تدبیر اور آیات کی تفصیل کرتا ہے۔تا کہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کر لو۔13/2

حٰمٓ ۚ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ حٰمٓ۔1 یہ نازل شدہ کلام رحمٰن ورحیم کی طرف سے ہے۔2 یہ کتاب ہے جس کی آیات کی تفصیل کر دی گئی ہے (6/114)۔ یہ ایک واضح قرآن ہے اُس قوم کے لئے جو علم رکھتی ہو۔3 یہ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہے۔اِن کی اکثریت نے مُنہ موڑ لیا ہے۔پس نہیں سنتے یعنی وہ مانتے ہی نہیں۔41/1,2,3,4

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۙ ۝ یقیناً جو لوگ چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح دلائل اور ہدایت نازل کی ہے اس کے بعد کہ ہم نے اُسے سب لوگوں کے لیے کتابِ واحد میں کھول کھول کر بیان بھی کر دیا ہے۔یہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے اِن پر لعنت کرتے ہیں۔2/159 آیت میں بڑا واضح اور دوٹوک مئوقف ہے کہ ہم نے تو کھول کھول کر تمام انسانوں کے لئے قرآن بیان کیا ہے مگر یہ لوگ واضح ہدایت کو چھپانے کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے۔لہٰذا قرآن کسی بھی غیر اللہ کی تفسیر کا محتاج نہیں ہے۔ انبیاءاللہ کے احکام کے مفسر نہیں ہوتے وہ احکام کی اتباع کرتے ہیں۔وہ تفصیل نہیں وہ ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔قرآن اپنی تفسیر وتفصیل کیلئے خود مکتفی کتاب ہے۔29/51 یہ محتاج الی الغیر نہیں ہے۔دوٹوک الفاظ میں بتا دیا ہے کہ ہم نے الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى کی وضاحت قرآن میں کر دی ہے۔بڑے بڑے عالموں اور مفتیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر انسان کیلئے الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى کو کھول کھول قرآن میں بیان کر دیا ہے۔اب قرآن کی تشریح و تفصیل کے لئے اسے غیر قرآن کا محتاج ماننا اس آیت کا کھلا انکار ہے۔یہ کتاب خود مکتفی ہے اور یہ ہماری ہدایت کے لئے کافی ہے۔آیت کریمہ ملاحظہ فرمایئے۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ معجزوں کی بجائے کیا بھلا اِن کو یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے تیرے اوپر کتاب نازل کر دی ہے جو اِن پر تلاوت کی جاتی ہے۔یقیناً اِس میں رحمت اور نصیحت ہے اُس قوم کے لئے جو اللہ کو لا شریک مانتی ہے۔51 کہہ دو میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے۔وہ جانتا ہے جو کچھ بھی سمٰوات اور ارض میں ہے۔اور جو لوگ قرآن سے ہٹ کر باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ یعنی اللہ کی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔یہی لوگ خسارہ پانے والے ہیں۔29/52

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔کہ قرآن خود مکتفی ہے۔بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے قرآن ہی کافی ہے۔آیت میں استفہامیہ انداز میں اظہارِ حیرت ہے۔انسان جو ڈھیر ساری کتابوں میں پھنس کر رہ گیا ہے اور معجزات کا مطالبہ کرتا ہے۔کیا اس کے لئے قرآن کافی نہیں ہے گویا ان تمام باتوں کا جواب صرف یہی ہے کہ تمہاری ہدایت کے لئے قرآن ہی کافی ہے۔اس لئے اللہ نے قرآن ہی فرض قرار دیا ہے۔آیتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیے۔اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۸۵﴾ بے شک جس ہستی نے تجھ پر قرآن فرض کیا ہے۔ یقیناً وہ تجھے جوابدہی کے مقامِ آخرت کی طرف لوٹانے والا ہے۔کہہ دو میرا رب خوب جانتا ہے۔اُس کو جو ہدایت کے ساتھ آیا ہے اور اُس کو بھی جو واضح گمراہی میں ہے۔29/85 اللہ نے اس آیت کے ذریعے غیرِ قرآن کی فرضیت کا بوجھ انسان کے گلے سے اُتار دیا ہے۔اب جو قرآن کہے گا وہ فرض ہو گا۔ قابلِ غور نقطہ یہی ہے کہ قرآن فرض ہے۔اس کا دعوٰی ہے کہ یہ مفصل، مفسر، مکمل، مبین اور کافی ہے پھر اسے دوسری کتابوں کا محتاج کیوں بنایا جاتا ہے۔یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔یہ انسان کی پرانی عادت ہے کہ انسان خود ساختہ دین گھڑ لیتے ہیں جس کا اللہ کی وحی میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔یہ غیر قرآنی انسانوں کے اپنے بنائے ہوئے مصنوعی اعمال ہوتے ہیں اور وہ ان اعمال ہی کو قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھ رہے ہوتے ہیں۔اب جب کہ قرآن محفوظ حالت میں ان کے پاس ہے۔ پھر بھی روایات کی صورت میں قرآن کے خلاف باقاعدہ ایک دین موجود ہے۔جس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور اس روایتی دین پر لوگ اتنے پختہ ہو چکے ہیں کہ اب کوئی نبی بھی ان کو قرآن کی آیات سنائے تو لوگ اُسے ساحر، مجنوں، کاذب اور دیوانہ ہی کہیں گے۔ وحی کی طرف لانے کی تمام کوششوں کا جواب یہی ہو گا۔وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ اور جب اِن کو کہا جاتا ہے کہ اس کی اتباع کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں بلکہ ہم اتباع کریں گے اُس کی جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے۔(23/24,5/104,7/28, 31/21,11/62,77/50,37/35) اگرچہ ان کے بڑے نہ عقل رکھتے تھے اور نہ وہ سیدھی راہ پاتے تھے۔ 2/170 آج نہیں شروع ہی سے قرآن کے مخالفین کا یہ مذکورہ رویہ جاری رہا ہے۔گزارش ہے کہ اُمتِ مسلمہ جو کہ قرآن پر ایمان لا چکی ہے کم از کم اُس کی یہ روش انتہائی تکلیف دہ ہے۔مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ جس کی سوئی جہاں اٹک گئی ہے وہاں ہی رک گیا ہے۔ انسان نے اپنی پسندیدہ کسی بھی شخصیت کو اپنے نظریات کا مرکز بنا کر اپنی ذہنی غلامی کا ثبوت دے دیا ہے۔جب کہ ہم انسان کو ان تمام شخصی غلامیوں سے آزاد کر کے صرف ایک اللہ کی غلامی میں لا کر ایک کنبہ، ایک خاندان تشکیل دینا چاہتے ہیں۔جو انسان ہمارے اس نقطہ کو سمجھ لیتا ہے۔وہ ہمارے ساتھ رابطہ کرے تا کہ مل کر منزل تک پہنچا جائے اور پورے انسانوں کو غلامی کی زنجیروں سے نکالا جائے۔ غیراللہ کی غلامی سے نکالنے کے لئے قرآن نے یہاں تک کہہ دیا کہ کوئی نبی بھی کسی کو اپنا غلام نہیں بناتا۔آیتِ مجیدہ ملاحظہ فرمائیے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ کسی بھی انسان کے لئے جائز نہیں کہ اللہ اُسے الکتاب دے یعنی حکم و نبوّت دے اور پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ کے سوا میرے غلام بن جاؤ۔ بلکہ وہ کہے گا تم رب والے بن جاؤ۔ اس وجہ سے کہ تم الکتاب کی تعلیم دیتے ہو اور تم الکتاب سے درس دیتے ہو (7/169,6/105)۔79 یقیناً وہ تم کو ملائکہ اورنبیوں کو رب بنانے کا حکم نہیں دے گا۔ کیا وہ تم کو کفر کا حکم دے گا اِس کے بعد جب کہ تم اللہ کی فرماں برداری کرنے والے ہو۔3/80 مذکورہ آیات سے واضح ہوجاتا ہے۔ کتاب وحکمت اورنبوت ملنے کے بعد کوئی نبی بھی انسانوں سے یہ نہیں کہتا کہ تم میرے محکوم بن جاؤ۔ معلوم ہوا کہ اللہ اپنی بات اپنے احکام اپنے نبیوں اور رسولوں کے ذریعے انسانوں تک پہنچاتا۔ اس طریقے سے جو اللہ کی بات رسولوں کے ذریعے مانتے ہیں۔ دراصل وہ اللہ ہی کی بات مان رہے ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ قرآن میں جو باربار اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ آیا ہے۔ اس سے مراد اللہ کی اطاعت بذریعہ رسول ہے۔ اس طرح اللہ اور رسول اطاعت کے لحاظ سے الگ الگ حکم نہیں دیں گے بلکہ دونوں کا حکم ایک ہی ہو گا۔ اللہ جو حکم رسول کو دے گا وہ بلاکمی بیشی انسانوں تک پہنچادے گا۔ اس طرح اللہ اور رسول کی اطاعت قرآن کی اطاعت ہو گی۔ اس طرح قرآن اللہ اور اس کے رسول کا واحد حکمنامہ ہو گا جس کو فتوٰی اور حاکمیت کے لحاظ سے مرکزی اتھارٹی مل جائے گی۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت اُس کے قرآن (65/11) کے ذریعے کرو اور اُس سے روگردانی نہ کرو کیونکہ تم اُسے مانتے ہو۔8/20 اس آیت میں تَوَلَّوْا عَنْهُ میں ہُ کی ضمیر اطاعتِ واحد کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ سورۃ النساء میں کافروں کے یہی ارادے بتائے گئے ہیں کہ وہ اللہ اور اُس کے رسولوں میں فرق کرتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ تعلیمات میں فرق کی بات ہے۔ ذات کے اعتبار سے تو تمام رسول مخلوق ہیں اور اللہ خالق ہے۔ خالق اور مخلوق کا واضح فرق ہے۔ آیت ملاحظہ فرمایئے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ یقیناً جو اللہ اور اُس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ اور اُس کے رسولوں کے درمیان تفریق کرنا چاہتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم کتاب اللہ کی کچھ باتوں کو مانتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اِس میں کوئی دوسری راہ بنا لیں۔150 یہ مذکورہ بالا قسم کے لوگ پکّے کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ 151 اور جو اللہ اور اُس کے رسولوں کو مانتے ہیں اور وہ اِن (اللہ اور اُسکے رسولوں) میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے۔ یہی لوگ ہیں کہ اِن کو اِن کا بدلہ دیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ غفور ہے رحیم ہے۔4/152

آیتِ مجیدہ کا مرکزی نقطہ درس یہی ہے کہ اللہ اور اُس کے رسولوں کی تعلیم بذریعہ وحی ایک ہی ہوتی ہے۔ اللہ اور رسول کی حدیث الگ الگ نہیں ہوتی۔ اللہ اور رسول کی حدیث قرآن کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر 59 کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آیت ملاحظہ فرمایئے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ ؕ ذٰلِکَ خَیۡرٌ وَّ اَحۡسَنُ تَاۡوِیۡلًا ﴿۵۹﴾ اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور اُس کے ماتحت حاکموں کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں۔ پھر اگر کسی فیصلے میں ماتحت حاکموں سے تنازع ہو جائے تو اِس کو اللہ کے ماتحت مرکزِ رسالت رسول/خلیفۃ الرسول (عدالت عظمٰی) میں پیش کرو۔ اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر بن دیکھے ایمان لاتے ہو۔ یہی کارروائی بہتر ہے اور اس کا انجامِ کار بھی اچھا ہے۔ 4/59

اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ: وحی جو تصرفِ الٰہی سے ہوتی ہے اس وحی کی اطاعت بذریعہ رسول اور اولی الامر منکم کرائی جاتی ہے۔ اوّل یہ وحی قلبِ رسول پر نازل ہوئی اور وہی اس کا اوّل مبلغ تھا۔ اس ظاہری واسطہ کے اعتبار سے وحی کی اطاعت بھی رسول کی اطاعت کہلاتی ہے اگرچہ اللہ اور رسول دو اطاعتیں نظر آتی ہیں مگر اطاعت صرف اُس وحی کی ہوتی ہے جو رسول، اللہ کی طرف سے لوگوں کو پہنچاتا ہے۔ لہٰذا اللہ اور رسول کی اطاعت واحد ہے دو نہیں۔ 8/20 میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دینے کے بعد وَلَا تَوَلَّوۡا عَنۡہُ میں ہُ کی ضمیر واحد نے اللہ اور رسول کی اطاعتِ واحد پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے۔ مزید 4/150,151 میں اللہ اور اس کے رسولوں کی رسالت جو وحی کی جاتی تھی اس میں فرق کرنے والوں کو کافر قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی نبی قرآن کے ساتھ اپنا ذاتی, بشری مسودہ یا کلام نہیں دے کر گیا۔ اللہ جو کہتا ہے ہر نبی وہی لوگوں کو سنا دیتا ہے۔ قرآن میں بیشتر مقامات میں اللہ قل کہہ کر نبی کو حکم دیتا ہے۔ نبی وہی بات بغیر کمی بیشی کے لوگوں کو بتاتا ہے۔ قرآن ایک ہے لیکن اللہ کا پیغام بذریعہ نبی اور رسول ہے۔ لہٰذا اللہ اور رسولوں کی بات میں تفریق پیدا کرنے والوں کو اللہ نے کافر قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات ہیں کہ پہلے احکام دیے جاتے ہیں پھر ساتھ ہی حکم آتا ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔ دراصل یہ مذکورہ احکام کی اطاعت ہی اللہ اور رسول کی اطاعت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر وراثت کے احکام کے بعد فرمایا تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ یُدۡخِلۡہُ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ 4/13 وراثت کے احکام میں رسول کا اپنا ذاتی و بشری کوئی خیال تک نہیں ہے تو رسول کی اطاعت کن معنوں میں ہے۔ ظاہر ہے اللہ کا حکم بذریعہ رسول پہنچا ہے تو جس نے زبانِ رسول پر اعتماد کیا کہ وہ اللہ کا پیغام پہنچا رہا ہے اس نے رسول کی بات مانی تو ثابت ہوا کہ قرآن کے ذریعے اللہ اور رسول کی اطاعت ہوگئی۔ یہ رسولی اطاعت ہے بشری یعنی غیر رسولی اطاعت نہیں ہے۔ قرآن میں نحن نَقُصُّ 12/3 ہم بیان کرتے ہیں پھر ھٰذا القراٰنُ یَقُصُّ 27/76 یہ قرآن بیان کرتا ہے۔ پھر فَاقۡصُصِ

اِلْـقَـصَـصَ 7/176 میں آتا ہے کہ تُو بیان کر دے۔اللہ قرآن اور رسول تینوں قرآن ہی بیان کرتے ہیں۔لہٰذا ان مذکورہ بالا بیانات میں اطاعت واحد کا تصور ہی عیاں ہے اور یہ صرف ما انزل اللہ وحی کی اطاعت ہے۔قرآن وحی ہے اور وحی جو خارج سے آئے اور اختیار کے بغیر ہو ما انزل اللہ ہوتی ہے۔اگر غیر نبی بھی اس کا ابلاغ کرے یا آیت کا درست ترجمہ لوگوں تک پہنچا دے تو اس کو ماننا, عمل کرنا کسی بشر کی نہیں اللہ ہی کی اطاعت ہوگی۔کفّار کہتے تھے کہ آپ نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے۔فرمایا اگر یہ قرآن میں نے خود گھڑ لیا ہے تو یہ عقل وفہم اور اختیار میری مانند تمہارے پاس بھی ہے تم بھی اس کی مثل بنا لاؤ اگر عقل وفہم اور اختیار میں نبی مافوق البشر ہے تو خود گھڑنے کا کافرانہ نظریہ درست ماننا پڑے گا کیونکہ مافوق البشر کا کلام بھی مافوق البشر ہے یہ چیلنج عدل پر مبنی نہیں ہے لہٰذا ہر نبی نوعِ بشر ہے اور یہ چیلنج اب بھی ہے۔عقل وفہم اور اختیار میں دوسرے انسان رسول کے ہم پلہ ہونے کے باوجود اس قرآن کی مثل نہیں بنا سکتے۔ثابت ہوا کہ رسول اللہ کے پاس اپنی عقل وفہم,طاقت و اختیار سے بڑھ کر جو شے تھی وہ قرآن تھا۔قرآن کے علاوہ رسول اللہ کی اپنی ذاتی بشری حدیثوں کا چیلنج نہیں۔چیلنج صرف قرآن کا تھا اگر اس قرآن کے علاوہ بھی کوئی خفی وحی ہوتی تو اسے بھی بطور چیلنج پیش کیا جاتا۔اس قرآن کی اوّل اتباع آپ نے کی اور ہر انسان کو اسی کی اتباع کا حکم دیا۔یہ امانت تھی جسے دوسروں تک بھی پہنچانا تھا اس میں آپ کو ذرہ بھر بھی اختیار نہیں تھا کہ جو چاہیں ظاہر کریں اور جو چاہیں چھپا دیں۔یہ کوئی ذاتی ملکیت نہ تھی اس لیے حکم تھا کہ جو تیری طرف نازل ہوا ہے بَـلِّـغْ پہنچا دوسرے لوگوں تک۔یہ تیری وساطت سے تمام انسانوں کی طرف نازل ہوا ہے اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو تُو نے اُس کی رسالت نہیں پہنچائی 5/67۔اس لیے فرمایا تم اسی کی اتباع کرو جو تم سب کی طرف نازل کیا گیا ہے اس کے سوا دوسرے اولیاء کی اتباع نہ کرو 3/101,7/3 میں **فیکم رسوله**' سے مراد بھی قرآن ہے۔ **یطع الرسول** میں رسول سے قرآن کی اطاعت مراد ہے اور **فاتبعونی** سے بھی مراد علم وحی کی اتباع مراد ہے کیونکہ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ 10/15 اللہ رسول سے کہلواتا ہے کہ کہہ دو میں صرف وحی کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے اور کہہ دو اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ 6/19 قرآن ہی میری طرف وحی کیا گیا ہے۔رسول اپنا حکم دینے والا نہیں بلکہ اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوتا ہے۔موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی موجودگی میں مردمومن کا اعلان اِتَّبِعُوْنِ (40/39) میری اتباع کرو سے مراد منزّل من اللہ حکمنامہ ہے جو موسیٰ کی طرف نازل ہوا ہے کہ میں نے اسے تسلیم کرلیا ہے تم بھی اسے مان لو۔سورۃ 65 میں (اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ۙ رَّسُوْلًا 65/10,11 ذِكْـرًا رَّسُوْلًا مرکب توصیفی ہے گویا رسول ذکر کی صفت ہے رسول کے بعد بطورِ حجت کتاب اللہ رسول ہے۔اب اگر رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت سے جدا ہے تو یہ بھی ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ رسول کی بشری اور تنفیذِ قرآن کے لیے ایک منتظم اور سربراہِ عدالت ہونے کی حیثیت سے اطاعت ہے۔یہ اطاعت ما انزل اللہ وحی کے دائرے کے اندر ہے اس حد سے آگے نہیں نکل سکتی لہٰذا قرآن نے کہلوایا اے نبی! ان سے کہہ دو قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا 17/93 کہہ دو میرا رب سبحان ہے میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک بشر ہوں، اللہ کا رسول ہوں ۔

اُمِرتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ 6/163 فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا قرآن کا فرمانبردار ہوں۔لہٰذا قرآن نے رسول کی اطاعت سے مراد رسالت یعنی قرآن کی اطاعت بتایا ہے۔بحثیت منتظم بشری اطاعت بھی ہے۔بشری اطاعت کے بغیر جہاں بانی قائم نہیں رہ سکتی اس کا بھی وحی کے دائرے میں رہتے ہوئے اطاعت کا حکم ہے۔ماں،باپ،حکام،منصفوں، خلیفوں کی اطاعت ہے لیکن ہمارے ہاں اس بشری اطاعت کو فرائض و وجوب سے نکال کر ہمیشہ کے لیے سمع و اطاعت کے نظام کو درہم برہم کر دیا گیا ہے جبکہ قرآن نے رسول کی دونوں حیثیتوں کو بیان کیا ہے اور امت مسلمہ کے لیے رسولی اور غیر رسولی بشری اطاعت کو کھول کر بتا دیا ہے۔4/60 میں حکّام کی دوقسموں کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے''اے ایمان والو!اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور دوسرے حاکموں کی جو تم میں سے ہوں پھر اگر تمہارا کسی معاملہ میں تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ یعنی رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور آخرت کو مانتے ہو یہی بہتر ہے اور بہت خوب تر ہے ازروئے انجام کے 4/60'' اطاعت کا فرق ظاہر اُدکھلانے کے لیے اطاعت کا کلمہ بھی دو دفعہ لایا گیا۔اولی الامر کی اطاعت کو رسول کی اطاعت کے ماتحت لایا گیا ہے پھر فَرُدّوُہُ کہہ کر رسول کو اللہ کے ماتحت لایا گیا ہے۔اللہ جو حیٌّ و قیوم ہے۔ لوگوں کے سامنے آ کر کرسی پر بیٹھ کر عدالت لگا کر فیصلے نہیں کرتا اس کے احکام ہوتے ہیں جو ہمیشہ تبلیغ سے ہوتے ہیں اور اللہ کی اطاعت قرآن میں ہے اس کے فیصلے غیر متبدل قیامت تک بدلنے والے نہیں لیکن مخلوق کے فیصلے حالات و واقعات زمان و مکان کے لحاظ سے بدل جاتے ہیں جس طرح اولی الامر سے مراد زندہ ناظمین اور حکّام ہوتے ہیں ان کے اقوال و افعال ہمیشہ کے لئے نہیں ہوتے بلکہ زمانے کے تقاضوں کے مطابق متبدل ہوتے ہیں اور یہی حال رسول کی عام بشری اطاعت کا ہے۔آپ کے بشری اقوال وافعال قرآن کی طرح غیرمتبدل نہیں اس آیت سے رسول کا مطلب کوئی ایسا قانون نہیں جو ہمیشہ کے لیے تا قیامت غیرمتبدل ہو جیسا کہ آیت سے مطلب نکالا جاتا ہے اللہ کی اطاعت سے مراد قرآن اور رسول سے مراد حدیث وغیرہ کی اطاعت پھر تیسری اطاعت اپنے میں دیگر حاکموں کی حدیث ہے اس طرح تو کتابوں کا ڈھیر فرض ہو جائے گا۔کس کس کی اطاعت کرو گے، اگر آیت کا مذکورہ مطلب تسلیم کرلیا جائے تو کسی جھگڑے کا فیصلہ تا قیامت نہیں ہو سکتا۔جب قرآن و حدیث کی موجودگی میں دوفریق اپنا مقدمہ کسی زندہ اتھارٹی/حاکم کے پاس لے گئے ہیں اور حاکم کے فیصلے پر متفق نہ ہوئے تو پھر قرآن وحدیث کی طرف آئیں جبکہ ان اشخاص کے جھگڑے چکانے کیلئے قرآن و حدیث پہلے بھی موجود تھا جو فیصلہ نہ کر سکا تھا اور اب وہ کیسے فیصلہ کرے گا کیونکہ اس قانون کے ہوتے ہوئے اولوالامر کی طرف جانے کی ضرورت پڑی تھی تو اولوالامر کے بعد یہ قانون کیسے ان کا فیصلہ کردے گا یہ نظریہ غلط ہے اس کا مقصد یہی ہے کہ یہ لوگ ہمیشہ لڑتے رہیں اور ان کا فیصلہ کرنے والا کوئی زندہ حاکم یا اتھارٹی نہ ہو۔اس طرح یہ بڑا واضح ہے کہ اس آیت مبارکہ میں ہرگز رسول سے مراد حدیثیں نہیں بلکہ زندہ رسول فائنل اتھارٹی ہے۔ماتحت عدالتوں میں کسی فریق کا

بھی فیصلے میں تنازع کی صورت میں مقدمہ کی آخری اپیل رسول کی سپریم عدالت میں ہوگی اگر یہ اتھارٹی زندہ رسول نہ ہوتو اس کی جگہ خلیفۃ الرسول زندہ اتھارٹی ہوگی اس اتھارٹی کا فیصلہ آخری ہوگا جس کے بعد کہیں اپیل نہ ہوگی ورنہ اس آیت کا حکم رسول کے بعد ختم ہو جائے گا۔اور اس قسم کی تمام آیات منسوخ ہوں گیں جن آیات میں ڈائریکٹ رسول یا نبی کو کوئی حکم ہوا ہے وہ غیر نبی کیلئے فرض نہیں ہیں۔اس طرح عدالت،حکومت اور بلاغ قرآن وغیرہ کا کام نبی یا رسول تک محدود ہو جائے گا اور رسول کی وفات کے بعد اسلامی ریاست کا سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔اے انسانوں غور کرو عقل سے کام کیوں نہیں لیتے۔وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ۝ اور وہ (محمدؐ) اس بلندی (قرآن) کے خلاف نہیں بولتا۔3 اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۝ نہیں ہے یہ قرآن مگر ایک وحی ہے جو وحی کی جاتی ہے۔53/4
هَوٰی کا سہ حرفی مادہ ھوی ہے۔اس کے معنی اوپر سے نیچے گرنے ، نازل ہونے ، بلند ہونے اور چڑھنے کے ہیں۔یہ کلمہ اضداد میں سے ہے۔اس بنیاد پر اس کے بہت سے معنی کئے جاتے ہیں۔یہاں کیونکہ وَالنَّجۡمِ ستارہ ہدایت سے مراد قرآن ہے۔اس کے نزول و طلوع کی بات ہے۔اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی 53/4۔ هُوَ کا مرجع یہاں ما قبل اَلنَّجۡمِ ہے۔اور اَلنَّجۡمِ سے مراد قرآن ہے۔آیت میں هُـوَ کی ضمیر قرآن کی طرف ہے۔لہٰذا انسانوں کی ھدایت کیلئے جو تعلیم ایک نبی پہنچاتا ہے وہ صرف قرآن ہے۔اور کوئی کتاب نہیں ہے۔اب اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کا واحد ذریعہ ہمارے پاس قرآن ہے۔

روایات کی فرضیت کے لئے قرآن کے لفظوں سے کھیلا جا رہا ہے۔لہٰذا والقران الحکیم مرکبِ توصیفی ہے۔گویا قرآن موصوف اور حکیم اُس کی صفت ہے۔کتاب وحکمت کے سارے تقاضے قرآن میں موجود ہیں۔اس سے باہر کوئی حکمت نہیں ہے۔اہلِ روایت کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد روایات لیتے ہیں۔کتاب وحکمت کے دو الگ الگ ہدایت نامے بنا دیتے ہیں جو اللہ کی منشاء کے خلاف ہے۔17/39 آیت سے پہلے احکامات کی ایک فہرست ہے۔اس کے بعد یہ کہا گیا۔ ذٰلِکَ مِمَّاۤ اَوۡحٰۤی اِلَیۡکَ رَبُّکَ مِنَ الۡحِکۡمَۃِ مذکورہ بالا احکام جو تیرے رب نے تیری طرف وحی کئے ہیں۔یہ حکمت میں سے ہیں۔17/39 معلوم ہوا کہ قرآن ہی حکمت ہے۔وَمَاۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ الۡکِتٰبِ وَ الۡحِکۡمَۃِ یَعِظُکُمۡ بِہٖ ؕ یعنی جو اُس نے تم پر الکتاب الحکیم نازل کی وہ اِسی سے تم کو واعظ کرتا ہے۔2/231 یَعِظُکُمۡ بِہٖ میں ہٖ ضمیرِ واحد سے ثابت ہوتا ہے کہ کتاب وحکمت دو الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی ماانزل اللہ قرآن ہے جس سے واعظ کی جاتی ہے۔میرے رب نے تو قرآن سے باہر جانے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ لوگ ضد کر کے غیرِ قرآن پر مطمئن ہوجائیں تو وہ جانیں اور اُن کا رب جانے۔ہماری پہنچا دینے کی ذمہ داری تھی سو ہم نے اپنی استطاعت کے مطابق یہ حق ادا کر دیا۔اور ہمارا برملا اعلان ہے کہ ہماری ہدایت کیلئے قرآن کافی ہے۔اس کے ساتھ دوسری کتاب کی ضرورت نہیں۔لہٰذا حکم ہے۔وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا اور سب اللہ کی رسی (قرآن) کے ساتھ مضبوطی سے جڑ جاؤ۔3/103 وَالَّذِیۡنَ یُمَسِّکُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُصۡلِحِیۡنَ ۝ اور جو صرف ایک اللہ کی کتاب سے جُڑ جائیں (31/22) یعنی وحی کردہ فرضِ منصبی کو قائم کریں۔یقیناً ہم ایسے مصلحین کا اجر ضائع نہیں کرتے۔7/170

اب ہمارا اعلان ہے کہ غیر قرآنی اعمال چھوڑیں۔اس میں ہماری فلاح ہے۔اگر ایسا نہ کیا تو اُمتِ مسلمہ تباہی و بربادی کے کنارے کھڑی ہے۔اسے ایک دھکے کی ضرورت ہے۔ابھی اللہ کی طرف سے مہلت ہے سنبھل جائیں۔قرآن کو اپنا ہادی اور راہنما مان کر ہمارے شانہ بشانہ چلنا چاہو تو ہم سے رابطہ کریں اور مزید قرآن سے روشنی حاصل کریں۔اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ ہمارا لٹریچر قومی اور مقامی زبان میں قرآن کی تبلیغ کا اظہار ہے۔

اس کا مقصد ہے کہ لوگوں کا رخ قرآن کی طرف ہو جائے۔اور ہر انسان برائے راست قرآن سے راہنمائی حاصل کرے۔ لہٰذا لٹریچر میں تحریر شدہ آیات پر خود غور و فکر کر کے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرے۔پھر اگر ہم سے کوئی اختلاف کرے اور ہمیں کہیں سے غلط پائے تو ہماری راہنمائی کرے۔ہماری غلطی کا احساس دلائے تو ہمیں انشاءاللہ توبہ کرنے والا اور رجوع کرنے والا پائیں گے۔ہمارے ہاں وقار صرف اللہ کی کتاب کا ہے۔اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے کہ ہمیں قرآن سے دور ہٹانے کی کوشش نہ کی جائے۔ غیر قرآنی نظریات اور خیالات ہم پر مسلط نہ کئے جائیں۔اپنی منطق اور فلسفہ کا زور آزما کر ہمیں قرآن سے دور کر کے کوئی اور راستہ نہ دکھائیں۔ایسی غیر قرآنی راہ پر ڈالنے والی تنقید کا ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ مہربانی کر کے وقت ضائع نہ کریں۔ہم اب قرآن کا راستہ بھولنے والے نہیں ہیں کیونکہ ہم نے سب کچھ کھو کر بڑی مشکلات سے گزر کر اس راستے کا انتخاب بڑی سوجھ بوجھ کے بعد کیا ہے۔قرآن کی طرف رخ کرنے میں بھی کافی عرصہ لگا ہے۔اب ہمارے ایمان کو چھیننے کا کوئی حربہ کارگر نہ ہو گا۔آپ اپنے غیر قرآنی نظریات اپنے پاس رکھیں۔ہم سے ہمارا قرآن نہ چھینئے۔آپ کا غیرِ قرآن آپ کو مبارک ہو ہمارے لئے تو قرآن ہی کافی ہے۔

اب آخری گزارش یہی ہے کہ انسان صرف ایک ہی نعرہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** پر اکٹھے ہو جائیں۔ جس کا مطلب ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں۔اُس کے سوا کسی کی محکومیت کو قبول نہ کیا جائے۔اب سارے انسانوں کے لئے جو حکم آئے گا جو یونیورسل ہو گا وہ اللہ کی طرف سے آئے گا۔ اب کسی کا خاندانی، علاقائی، آبائی، ذاتی اور لسانی رسم و رواج کسی دوسرے علاقے، قوم اور خاندان پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔اس لئے قرآن کو فرض قرار دیا جائے گا۔28/85 قرآن انسانوں کی آزادی، تکریم اور اخوت کا سلوگن ہے۔اس کے مقابلے میں ہر نعرہ گھٹیا ہے جس میں ایک اللہ کی غلامی کا تصور نہیں ہے۔ہر نعرہ جو **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے نعرے سے متصادم ہے وہ باطل ہے۔ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے سلوگن سے انسان کو غیر اللہ کی غلامی سے نجات مل جاتی ہے تو بنیادی ضروریاتِ زندگی سے محرومی کا تو تصور ہی پیدا نہیں ہوتا۔کیونکہ آزادی اور اخوت کے آجانے سے یا تو ساری قوم بھوکی رہے گی یا پھر ساری قوم پیٹ بھر کر سوئے گی۔ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے سلوگن کا کمال دیکھا دوسری طرف یہ انسان ضروریات کا بندہ بن کر دوسروں کی غلامی پر فخر محسوس کرتا ہے۔ اپنی عیش کو ضرورت سمجھ کر دوسرے کو قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔یہ انسانوں کو زندہ درگور کرنے والی زندگی ہے۔ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کا مقصود غیر اللہ کی غلامی سے آزادی، انسانوں کی تکریم اور اخوت کا نعرہ ہے۔ یونیورسل قدروں کا پیغام ہے۔

ان اقدار پر عمل کرنے کے لئے ایک مسلم اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔یہ زندہ قوم کا شعار ہوتا ہے جو ان اقدار کی پاسبان ہوتی ہے۔جو قوم صرف مادی ضرورتِ زندگی کو اپنا مقصد بنا لیتی ہے ۔ وہ آفاقی الہامی اقدار کھو بیٹھتی ہے ۔ وہاں آزادی، تکریم اور اخوت کی جگہ غلامی اور نفرتیں پیدا ہو جاتیں ہیں۔مادی ضروریاتِ زندگی کا احساس انسانوں کو آزادی، تکریمِ انسان اور انسانی بھائی چارہ تو کجا رشتہ رحم اور دینِ حق سے بھی محروم کر دیتا ہے۔اس طرح انسان کا مقصد دنیاوی مال و دولت میں ایک دوسرے سے سبقت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا جس کی نشان دہی اللہ کی کتاب میں درجِ ذیل ہے۔

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کثرتِ مال کی مقابلہ بازی نے تمہیں غافل کر دیا ہے(3/14,28/60)۔1یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ گئے ہو۔2 خبردار! اب تم غفلت کا انجام جان لو گے۔3 پھر غور سے سنو! تمہیں اب غفلت کا پتہ لگ جائے گا۔4 خبردار! اگر تم یقینی علمِ قرآن سے انجام جان لیتے (تو غفلت نہ کرتے)۔5 اب تم ضرور جہنم کو دیکھو گے۔6 پھر تم ضرور اس کو یقینی آنکھ سے دیکھو گے۔7 پھر تم سے اللہ کی عطا کردہ نعمت قرآن کے بارے پوچھا جائے گا۔8(43/44)

مذکورہ آیات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے۔انسان معاشی سبقت حاصل کرنے کے لئے ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کر رہا ہے، ایک قوم دوسری قوم کا گلہ کاٹنے سے بھی دریغ نہیں کرتی۔یہاں تک کہ انسان معاشی سبقت حاصل کرنے کی کوشش میں مرجاتا ہے قبر میں پہنچ جاتا ہے۔اس مشاہدے کے باوجود انسان اصل کی طرف نہیں آتا۔پھر اللہ فرماتے ہیں کہ اس کا انجام جان لو گے۔مادی ضروریاتِ زندگی کے احساس نے انسان میں نظریہ ضرورت کا تصور پیدا کر دیا ہے۔اب انسان وہاں کا ہی ہو رہتا ہے جہاں سے اُس کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ضرورت پوری کرنے کے لئے اس پر کسی بھی اخلاقی ضابطہ کی پابندی نہیں ہے۔اس ضرورت کی کوئی حد متعین نہیں ہے۔اسی نظریہ ضرورت کے تحت قومیں ایک دوسرے کے معاشی قتل پر آمادہ نظر آ رہی ہیں۔اپنی عزتیں بھی داؤ پر لگا دیتی ہیں ۔ بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کی ننگی اشتہار بازی اور غیر محرموں سے لمس اور چھوا چھائی گویا عزت سرعام نیلام ہو رہی ہے۔ اور موجودہ حکمران اس کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں ۔ اس کام کا معاوضہ عام مزدوری سے کئی سو گنا زیادہ ہے۔ دوسری طرف اپنے ذاتی فائدے کے لئے تجارتی لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔دوسری قوم کی ضرورت پوری کرنے کے لئے اُسے خود کفیل کرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے بلکہ امدادی پروگرام بلیک میلنگ کا حصہ ہیں اور ہمیشہ کے لئے محتاج بنانے کا پروگرام ہے۔سیاسی امدادی پروگرام ہوتا ہے جس کو اوپر والا طبقہ ہی کھا جاتا ہے اور یہ امداد عوام تک نہیں پہنچتی۔اس لئے انسانوں کو غلام بنانے کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان کی بنیادی ضرورت پوری کرنے کا نعرہ اپنے اندر بڑی

جاذبیت رکھتاہے تا کہ روٹی، کپڑا اور مکان کا لالچ دے کر انسانوں کی آزادی چھین لی جائے، اُن کی عزتوں کا سودا کر لیا جائے اور اُن کو محکوم بنا لیا جائے۔مگر جو قوم ایک اللہ کی حاکمیت کا تصور اپنے دلوں میں بٹھا لے پھر روٹی، کپڑا اور مکان کی کیااہمیت رہ جاتی ہے۔وہ اپنی آزادی، تکریمِ انسان اور ایک اللہ کی غلامی کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ بھی پیش کر دیتی ہے۔جان دے کر **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کے نعرہءحریت کا حق ادا کر دیتی ہے۔اس نعرے کی بنیاد پر ایمانی اخوت کے ساتھ ساتھ ہر انسان کی آزادی، انسانی بھائی چارے اور تکریمِ انسان جیسی اقدار کو فروغ ملتا ہے اور اصول و اقدار کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے اور یہ انسان کا پرائمری حق ہے۔انسان کی بنیادی ضروریاتِ زندگی اس پرائمری حق یعنی ان اخلاقی قدروں کے تحت میسر ہو جاتیں ہیں۔کیونکہ روزگار چھیننے کی بھتہ خوری ختم کرنا معاشرے کا پرائمری ٹاسک اور حق ہے ،اخلاقی قدر ہے۔اگر معاشرے میں یہ قدر نافذالعمل نہیں ہے تو روٹی، کپڑا اور مکان کہاں سے آئے گا۔ پرائمری حق مل جانے سے سیکنڈری حقوق سے معاشرہ محروم نہیں ہو سکتا۔لہٰذا قرآن کی اتباع سے انسانوں کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کو قرآنی قدروں کے ماتحت حل کیا جاتا ہے۔ قرآنی اصول کی بنیاد پر انسان کی محرومیوں کو دور کرنا فرض قرار پاتا ہے ۔کوئی بھی محرومیت کا شکار انسان عدالت میں دعوٰی بھی دائر کر سکتا ہے۔اس لئے ہمارے نزدیک انسانوں کی نشوونما کے لئے قرآن کا بڑا بھر پور عملی پروگرام ہے۔اس لئے انسانوں سے ہم بھرپور توقع رکھتے ہیں کہ انسانوں کی بنائی ہوئی تمام اقدار کا انکار کر دیں صرف اُنہی اقدار کی اتباع کریں اور فروغ دیں جو اللہ نے بنی نوع انسان کے لئے بنائیں ہیں۔بنی نوع انسان کا سلوگن یعنی نعرہء حق یہی ہو **لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** اللہ کے سوا کوئی حاکم نہیں ہے۔ہم اللہ کے سوا کسی کی بات نہیں مانتے۔لہٰذا اس کا عملی ثبوت **حَسۡبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ** ہمیں صرف اللہ کی کتاب ہی کافی ہے۔ معاشرے کی ناگفتہ بہ حالات کے مشاہدے کے بعد بھی اللہ کی کتاب کی طرف نہیں آؤ گے تو پھر تم مہر یافتہ ہو چکے ہو۔

فَاعۡتَبِرُوۡا يٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِا۔